نعتیہ مجموعہ

خزینۂ رحمت

۱۴۴۲ھ

بے تردد ہوگا داخل گلشنِ فردوس میں
ہاتھ میں ناصرؔ کے دامن ہے رسول اللہؐ کا

ریختۂ کلک جواہر سلک شیخ وقت حضرت مولانا
محمد شفیع خواجہ ناصر الدین رامپوری ثم البریلویؒ

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

بے تردد ہوگا داخل گلشن فردوس مین
ہاتھ مین ناصر کی داماں ہے رسول اللہ کا

المنۃ للہ کہ قصیدۂ فریدہ در نعت سرور کائنات فخر موجودات
یعنی نگین خاتم فصاحت و بلاغت مسمیٰ بہ

خزینۂ رحمت

۱۳۲۰

ریختۂ کلک جواہر سلک شیخ وقت ابو الفیضان ناصر الاسلام سرشار جام عرفان مولانا
محمد شفیع صاحب ناصر رامپوری ادام اللہ فیضانہٗ بامداد فیض بنیاد عالیخاندان والا شان
حکیم محمد ولایت علیخان صاحب انصاری رئیس آنولہ باہتمام مجدد السنہ مشرقیہ ابو ادریس احمد حسن شوکت
شوکت المطابع شحنۂ ہند و طوطی ہند میرٹھ مین طبع ہوا

کتبہ نذیر حسین عفی اللہ عنہ

تقریظات

نتیجہ طبع عالی مست صہبائے توحید شہباز اوج تفرید جان علم و کمال صاحب حال و قال منشی حافظ محمد جان صاحب رونق رامپوری تلمیذ مجدد الوقت مولنا شوکت

خدا ہی حافظ و ناصر ہے ناصر تیری جودت کا
کہ اک اک شعر برجستہ ہے پرکالہ قیامت کا

جواہر پارے کیا کیا فکر کی کاوش سے نکلے ہین
ترا سینہ ہے اک گنجینہ اسرار حقیقت کا

عدو کے دل مین ہو انصاف اگر کچھ بھی تو قائل ہو
تری نطق و طلاقت کا ترے ذہن و ذکاوت کا

تعالی اللہ ترے جوش طبیعت سے دکھاتا ہے
تماشا عالم بالا نزول ابر رحمت کا

ادھر آئین کہان ہین تشنگان وادی کثرت
یہ ساقی ہے یہ مجلس ہے یہ خمخانہ ہے وحدت کا

ہو لب پر جسکے شور العطش سیراب ہو آکر
یہ منبع ہے افادت کا یہ دریا ہے افاضت کا

نہین ممکن تری تیغ زبان کی دیکھکر جوہر
نہو ہر فرد میدان سخن قائل شجاعت کا

قصیدہ سر بسر کوئی بامعان نظر دیکھے
قیامت ہے کہ پھر منکر رہے تجدید شوکت کا

ولی عہد ہے تو اور خلافت تجھکو شایان ہے
بٹھایا مثل خاقانی دلون پر سکہ شوکت کا

اُڑے شہباز بنکر۔ نکتہ چین کا حوصلہ کیا ہے
کہ رتبہ عالم بالا پہ ہے اوج فصاحت کا

حسو دپست فطرت دیکھنا دیکھیگا کیا نیچا
دکھائے جب قصیدہ اُسکو پایہ عرش رفعت کا

قلم پر خط لگا کر ہاتھ کر بیٹھے قلم آخر
حریفون نے قصیدہ مین جو دیکھا جلوہ قدرت کا

عجب اللہ اکبر ہے روانی کلک مضمون کی
بڑھا جاتا ہے موجین مارتا دریا بلاغت کا

حقائق اور معارف سے ہے مملو لفظ لفظ اسکا
قصیدہ ہے کہ ہے حرز یقین اہل طریقت کا

یہی فیضان وہبی ہے تو مین دعوے سے کہتا ہون
کرے تو منکرون کو معتقد کشف و کرامت کا

قصیدہ مین جو پایا فیض نور وہب رونق نے
فروغ دل نکالا مادہ سال اشاعت کا

۱۳۲۰

تقریظ

صورۃ ماحررہ شامخ المکان باذخ الشان العالم الجلیل والفاضل النبیل

واقف اسرار المعقول والمنقول کاشف استار الفروع والاصول جمیل الشمایل
طیب الانفاس کنز المکارم شیخ العلماء والآفاق مولانا حافظ محمد مشتاق
صاحب محدث لازال بالخیر والفیض والاخلاق۔

حامداً ومصلیاً۔ امابعد فهذه قصیدة فصیحة بلیغة مشتملة علی غوامض النکات وعجائب الاستعارات من اقسام الکنایات والاشارات۔ کیف لا وقد صنّفه الفاضل اللوذعی۔ والصوفی الالمعی فخر الاماثل والاقران عمدة المشائخ فی هذا الزمان۔ اخی وحبیبی وقوة عضدی ناصر الاسلام ابو الفیضان مولوی محمد شفیع ناصر رامفوری بلّغه الله المتعال علی اعلیٰ مراتب الولایة ونهایة الکمال ومتع المسلمین بوجود فیضانه وطول بقائه آمین یارب العباد بحرمت النبی وآله الامجاد۔

باللسان العربی

ترانہ مستانہ حق ١٣٢٠ ہجری۔ از مصنف قصیدہ اعنی ناصر

بدء کلامی بکلام قدیم — بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله ذی الانعام والکرم — حمداً کثیراً یوازی کثرة النعم
ثم الصلوٰة علیٰ خیر خلقه محمدٍ — سیّد الرسل والانبیا فی النسم

وبعدُ فیلتمسُ من هو خادم العرفاء والکملاء۔ وحامل نعالِ الفقراء والصلحاء ناصر الاسلام ابو الفیضان محمد شفیع ناصر ابن کنز البرکاتِ الصابریّه۔ ومعدن الفیوضات القادریّه محرم اسرار الخفی والجلی مرشدنا ومرشد الآفاق حضرت خواجه طفیل علی ابن شیخ الشیوخ حضرت شاه محمد امام علی نور الله مرقدهما وافاض علینا فیوضهما وبرکاتهما۔ الرامفوری موطناً والانصاری نسباً والحنفی مذهباً۔ والصابری القادری مسلکاً۔ والقلندری الشطاری مشرباً ایّها العشاق الاحمدیّه۔ ومعشر الطلّاب لانوارِ المحمّدیّه۔ من الاخلاء الروحیّه۔ والاحبّاء القلبیّه۔ دعوا مایعدکم من الوساوسِ الواهیّه الوهابیّه۔ وهلمّوا الیٰ ما صنّفتُ وحرّرتُ لکم فی الایامِ الخالیة من القصیدة العجیبة النعتیة اللتی هی من الالهامات الربّانیه والانعامات الرحمانیه۔ ذکرت فیها من الفضائل الجلیله۔ والعواضل الجمیله۔ والمراتب العالیه والمناقب المتعالیه۔ لافضل الرسل والانبیا۔ صاحب الشریعة الحنفیة البیضاء۔ ومالک الطریقه

الشريفة السمحاء - عليه من الصلوٰة افضلها - ومن التحيّات اكملها - وعلى آل الاصفياء
واصحابه البررة الاتقياء

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته — لكلّ هولٍ من الاهوال مقتحم

فانها انجى ما يدخر ليوم الحساب - وارجى ما يؤثر لحسن الثواب - كيف لا هى معجزةٌ من
معجزات النبى الكريم - وآيةٌ من آيات ربّى وربّ الملائكة السّميع العليم - ايّها الحسّاد
ايقظوا من نوم الخصومة والحسد والضلال - وتبادروا الى محاسن صفاتها - وحقائق
دقائقها - وتنزّهوا بالسير حدائق بديهيّاتها - وبساتين نظريّاتها - وانظروا عجائب مضامينها
وغرائب مفاهيمها - وتبصّروا بدائعها وصنائعها والمناسبات اللفظيّة والمعنويّة التى
أودعت فيها بعين العدل والانصاف - وترك التعصب والاعتساف - وابكوا وتحسّروا
على عدم اتيان مثلها ونظيرها ولو كان بعضكم لبعضٍ ظهيرا بقوّة الحال والاستقبال
وقولوا ما رأيتم فيها من المحسّنات الكلام عن لسان الحق وصدق المقال - وهى شمس الفضل
والكمال التى اشرقت واطلعت على قلب الناصر من مطلع فيض رب المتعال - ولا اسئلكم
عليه من اجرٍ وان كان شيئاً يسيرا ان اجرى الّا على الله ربّى وربّكم تبارك وتعالى - لانه قال
لا تشتروا بآياتى ثمنا قليلا - فالمسئول منه سبحانه ان يعطنى احسن الجزاء فى الدين والدنيا
ويطهّرنى واياكم عن سيئ الافعال وسوء الاخلاق ظاهراً وباطناً - وهو الذى يعطى من يشاء
ما يشاء - ويستر زلّة الانسان حين عصى - ويسد بسد فضله خلله وان طغى وآثر الحيوة
الدنيا له الاسماء الحسنى - ويفعل ما يشاء ومنه الابتداء واليه الانتهاء - وانا ادعو لكلّ مؤمنٍ
ومؤمنةٍ عموماً ولمن انتسب الينا خصوصاً ان يغفر الله لنا ولهم جميعا - ويورثنا الجنّة العليا
مع الذين انعم عليهم من المرسلين والانبياء والصديقين والشهداء والكاملين
من الصلحاء

ومن مذهبى حبّ الديار لاهلها — وللناس فيما يعشقون مذاهب

حبّ الدنيا راس كل خطيئة نجّانا الله سبحانه واياكم عن محبة الدنيا وار بابها والاختلاط
بهم والمصاحبة معهم فانها سمٌّ قاتل ومرضٌ هالكٌ وبلاءٌ عظيم - وداءٌ عميم - ربّنا اتمم لنا
نورنا وآتنا من لدنك رحمةً وارحمنا وانصرنا على اعدائنا واغفر لنا انّك على كلّ شئ قدير -

---

ترانهٔ مستانه

حمد خدا طور و کلامم کلیم
مُردہ دلان کو کہ کنم صور دم
باز قلم از ید بیضا کنم
باز چو جوالہ بجولان روم
باز برآرم نفس حشر خیز
سطح ثرے را بثریا برم
موسیِ عمران سوے سینا رود
من نشاسم ز حرم و ز کنشت
گوش انا در دل شیدا زنم
ہین نمطِ کاہ مشو پر فشان
لفظ کجا صورت معنی کجا
کز دم ہر مار برآرد دمار
خور بأفق آمده حسر با مشو
عجل نمط چند برآری خوار
تا صفرا رفتہ ام از اہل حشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
باز کنم قبضۂ ملک ملک
دود آتش از دیدهٔ حورا کنم
باز زنم نعرۂ ہل من مزید
شیشۂ پندار کنم ریز ریز
مردہ دلان را ہمہ احیا کنم
تجلی بختم سوے بطحا رود
طنطنہ تن تن زدہ اندر تنم
نعرۂ ہُو ہُو بہویدا زنم
صور چو موسیٰ نفسان دردمند
کسب کجا قوت وہبی کجا
صبح چو سیمرغ برآرد نفس
مسلک فن بنگر و اعمیٰ مشو
چون ز ازل فیض ابد جوش زد
با نعم چشت بہشتم بہشت

باز زنم صیحۂ منصور دم
باز زنم موجہ بفلک فلک
باز چو پرکالہ بمیدان روم
آب کنم زہرۂ دیو پلید
مائدۂ عرش بفرش آورم
گوش اصم را ہمہ شنوا کنم
ایکہ سرشتند ز چشتم سرشت
بانگ سَمِعنا وَ اَطَعنا زنم
ایکہ ز عنقا تو ندیدی نشان
از رمہ گوسالہ نژادان رمند
گفتہ بجز از دم ثعبان بدار
ہین چہ خیزد ز طنین مگس
باش مشو در رہ تعجیل خوار
قرعہ بنام من بیہوشش زد
دو دہ از گلشن قادر منم

بسم الله الرحمن الرحیم

قصیدہ

مرا دل ہے ترانہ ذکرِ وصفِ نعتِ احمد کا — بنا تارِ نفس مضرابِ سازِ صوتِ سرمد کا

دمِ فریاد ہی پاسِ ادب سے کی خموشی کا — کہ لب تک آکے رکجاتا ہی نالہ شوقِ بیحد کا

نکیون ہر موئے تن سے موجزن دریائے عرفان ہو — کہ ہر تارِ نفس مین سلسلہ ہی جزر اور مد کا

پریشان کیون نہو میری طرح ہی محوِ پابوسی — سیہ بختی سی عقدہ کھل گیا ہوئے مُعقد کا

ہی سیلِ نوح سے دستِ گریبان دامنِ مژگان — برنگِ موجِ دریا شور ہے اشکون کی آمد کا

جفای ناز کی شکوی کی ڈر ہی بات بڑھ جائے — کہ یہ طولِ فسانہ ہی کسیکی زلفِ ممتد کا

سیہ داغِ گنہ سی مثلِ آہن درہم دل ہے — بھلا کیا سرخرو ہو منہہ مرے عیشِ مخلد کا

وہ بنکر مجھسے بگڑے ہین بنیگی دیکھیے کیونکر — کہانتک ماتمِ راحت مین ہٹیون خوشامد کا

عجب کیا دور ہو گر آئینہ رویون کی خودبینی — کہ حیرت منہہ کھڑی تکتی ہی ذوالقرنین کی سد کا

جنون کا زور زندان مین بھی زنجیرین توڑ ابیٹھا — یہان محدود درمان ہو گیا حداد کی حد کا

غلافِ ناز سے تیغِ نگہ کیا کھچکے نکلی ہے — دلِ بسمل دکھا تو بھی تڑپنا شوقِ بیحد کا

برنگِ نقشِ پا بیٹھے خرامِ ناز کی رہ مین — اُٹھینگے غل نہو جبتک بپا محشر کی آمد کا

غضب ڈہانیکو ہے طرزِ تبسم کسکے خرمن پر — تڑپنے مین ہے اس بجلی کی عالم قہرِ ممتد کا

جنون لپٹا ہی ہر تارِ نفس سے صورتِ اژدر — خدا حافظ ہی گیسوے محبت کے مقید کا

حسینون کے گلوئے شوق کی حق مین بنے پھندا
لگے آگ آتش غم کو کہ شعلہ ہر بنِ مو ہے

مرے دل مین تری اُلفت کے داغ اے سبزہ خط مین
بُتانِ سیمتن کی جا مہ زیبی دل مین چبھتی ہے

تو ہو گو ترشرو مین جان شیرین دیکھاتا ہون
بناوٹ سے وہ کاکل لاکھ بن بن کر بگڑ جائین

یہ کیا اندھیر ہے آنکھون مین اک اندھیر چھایا ہے
فروغِ حُسن یکتا سے ہوتا مضطرب عاشق

شہادت کی کشش جیسے اگر یونہی رہی دل مین
ہزارون خاک اُڑاتی پھرتے ہین صحرائے غربت کی

غبار ناتوان تجھکو جو پامالی کی حسرت ہی
ظالم دام مین لائیگی ہر گبر و مسلمان کو

کٹا جاتا ہی اسکو دیکھکر مُلکِ صفاہان تک
نگاہِ شوق تو بھی رخنہ گر ہو دیکھتی کیا ہی

اگر دامانِ صحرا پھاڑتا ہون جوشِ وحشت مین
لگائی چوٹ اعدا کی دلون پر بزمِ عشرت مین

اُٹھائے بیٹھے ہین چوٹین خدنگِ نازِ جانان کی
اگر عقدہ کھلے اُنپر ترے گیسوئے اسود کا

نروک اے ضبط اُلفت راستہ شکونکی آمد کا
کوئی دم تو بھی کر نظارہ اس کاخ زبرجد کا

کبھی گر دیکھتا ہون گو کھرو دامانِ فدفد کا
بہت میٹھا ہی پھل قاتل تری تیغِ مہند کا

بنا ہی صاف عارض آئینہ حُسنِ خوشامد کا
سوادِ زلف شبگون مین لُٹا سرمایہ سب خد کا

اگر صبر آزما ہوتا نہ عشق اُس جلوۂ خد کا
لبون پر دم نہ آجائے کہین تیغِ مُہند کا

قیامت ریز عالم ہی یہ کیس سرو سہی قد کا
تو بنتا نقشِ پا ہے تا ز اُس سرو سہی قد کا

گریگی زلفِ کافر منہہ نہ ابیض کا نہ اسود کا
سرِ مقتل عجب ہے کاٹ شمشیرِ مہند کا

نقابِ رُخ مین گو عالم ہی ذوالقرنین کی سد کا
زبانِ خار پر آتا ہے نعرہ خیر باشد کا

بجا ہی گر مین سمجھون نالہ و دلکو بھری گد کا
بھری محفل مین کھیلینگے نگاہون سے بھری گد کا

بناوٹ نے اُنہیں وعدے کی شب کچھ ایسا اُلجھایا
کہ ابتر ہو گیا شیرازہ گیسوے مجعد کا

شبِ فرقت کی طولانی فسونِ مہرِ محشر ہے
بہت ہی مختصر افسانہ ہے گیسوئے ممتد کا

غبارِ ناتوان کو شوق ہے صحراے یثرب کا
یہی بس رہروون کو جادہ ہے خُلدِ مخلد کا

کہان عقدِ انامل ورد ہے قطعِ انامل کا
عقیدہ تمند پر عُقدہ کھُلا عقدِ معقد کا

حباب آسا فلک گرداب مین ہے بحرِ وحدت کے
مِلا ہی حبسِ دم سے کیا کرشمہ شغلِ ابجد کا

بجا ہی جوہرِ فرد اُسکو گر اسیر کا کہیے
کہ دل مٹکر بنا نقطہ کسیکے خطِ آممتد کا

صدا ہو کر نکل دل حلقۂ زنجیرِ گیسو سے
یہی بس اک رہائی کا طریقہ ہے مقید کا

غمِ قدِ قیامت زا مین ہین چین سے سوتے
نکیون سنگ ملامت اُنپہ پھینکے سنگِ مرقد کا

پسِ مُردن یہی گر شعلہ رُو کی آگ ہے دل مین
یہ ڈر ہے بہ نہ جائے موم ہو کر سنگ مرقد کا

دیا بوسہ پسِ مُردن یہ کس رشکِ مسیحا نے
ستارا سنگ اسود سے ملا ہی سنگ مرقد کا

قیامت لیر ہنگامہ ہوا اشعارِ مرقد سے
سُنا جلدی سے تا آصر ریختہ اشعارِ مرقد کا

غزل

پسِ مُردن خیال اک فتنہ گر کے ہی سہی قد کا
عطا کر جوشِ وحشت کوئی صحرا مجھکو مرقد کا

نگاہِ سُرمہ سا کے بارِ غم نے یہ دبایا ہے
کہ سُرمہ ہو گیا پس پس کے پتھر میرے مرقد کا

نہین جب جیتے جی اپنا کوئی مرنے پہ کیا ہوگا
بھلا کیون بیکسی تکتی ہی مُنہہ حسرت سے مرقد کا

سیہ چشمان ہندی کی محبت مین مُوا ہون مین
بنا و دیدۂ آہو سے گنبد میرے مرقد کا

ذرا بیتابی دل کا تماشا کر پسِ مُردن
اُچھلنا دیکھ ہاتون آگی میری سنگ مرقد کا

حنائی ہاتھ اُس بُت نے ملی کیا میرے ماتم مین
کہ رشکِ لعلِ احمر بنگیا ہے سنگ مرقد کا

نشان باقی رکھا گم گشتگان وادیِ غم کا
اُٹھیگا کیا کسی سے بارِ منت سنگ مرقد کا

پسِ مُردن مری تربت پہ وہ آئینہ رو آیا
ہی آئینہ نمط سکتے مین حیران سنگ مرقد کا

پرستش کیلیو جگمگھٹ ہوا آتش پرستون کا
لگا یا شعلۂ رُونی شعلہ ہو کر سنگ مرقد کا

بُتانِ آہنی دل کھچ رہے تھے آج اُنہین کھینچا
بنا ہی سنگِ مقناطیس گویا سنگ مرقد کا

بُتِ پیمان شکن کے ہجر مین جان دی ہے مر مر کر
بنیگا سنگ مرمر ہی ہمارا سنگ مرقد کا

چڑہانا کیسا پھولون کا مری تربت پہ ہنس جاؤ
وگرنہ حشر تک دیکھو گی رونا سنگ مرقد کا

مکدر ہو کے مُٹھی خاک کی دی فتنہ پیکر نے
اُڑا ئی خاک کیون جانا کہ میری خاک مرقد کا

سبکروخاکدان دہر مین مجھ سا نہین کوئی
غبار اُٹھتے نہین دیکھا کسی نے میرے مرقد کا

کسی کی گردشِ چشم سیہ نے پیس ڈالا ہے
نکیون چیچے برنگِ آسیا سنگ اپنے مرقد کا

کدورت خاک اُنکی چین مشتِ خاک کو دیگی
پڑیگا ہاہم گرد ون غبار اُڑ اُڑ کے مرقد کا

سبک کیا کیا قاتل نے مجھکو دستِ نازک سے
بنی ہے سخت جانی میرے حق مین سنگ مرقد کا

بیانِ دودِ جگر کی کیا پریشانی کا عالم ہو
غبار اُڑتا ہے بن بن کر غبارہ میرے مرقد کا

بنیگا تختۂ گلہائے جنت تختۂ مرقد
غلاف اُس گل نے پھولون کا بنایا میرے مرقد کا

پسِ مُردن بھی دورِ چشم نے چکر مین رکھا ہے
ہوا ہمسنگ سنگِ آسیا سنگ اپنے مرقد کا

پتا ملتا نہین گم گشتگانِ دشتِ اُلفت کا
نشان کیا پرِ عنقا نے اُڑایا اُنکے مرقد کا

پیام اُس شمع رُو کو اے پر پروانہ پہنچا دے
کہ آکر دیکھ لے جلنا ہماری شمع مرقد کا

عدم کی ہوگیا چھاتی پہ مین پتھر سی بھی بھاری — نگاہِ ناز مین کسکی گران ہے سنگ مرقد کا

عبث دھڑکا ہی اے جمشید تجھکو کاسۂ سر کا — ابھی تو ٹھوکرین کھاتا پھریگا سنگ مرقد کا

لگی مٹی ٹھکانے میری جسدم تمنے مٹی دی — بنا تختِ سلیمان آج تختہ میرے مرقد کا

اسی کا ہے یہ بدلہ خاک مین مجھکو ملایا تھا — غبار اُڑ اُڑ کے پڑتا ہی فلک پر میرے مرقد کا

وہ رشکِ گل مرے مرقد پہ آکر کھلکھلاتا ہے — مین ہنستا دیکھکر روتا ہون اپنی شمعِ مرقد کا

بھلا کیا چاہیے قصرِ معلّیٰ تجھکو اے کسرےٰ — نشان کیواسطے کافی ہے بس اک گنبد مرقد کا

اگر گل خندہ زن ہو گلشنِ عرفان کی شاخون پر — تو روئے اپنی ویرانی پہ کیا کیا گوشہ مرقد کا

بحق پنجتن یارب مدینے جلد پہنچا دے — اگر رگزن دل مین ہے ناصر کی ارمان طوفِ مرقد کا

تری مُہرِ دہان توڑی جو وصفِ مہرِ عرفان مین — دہانِ گور اُگلے لعل کانِ نطقِ سرمد کا

انانیت ہی جب خود پردۂ سازِ رگِ وحدت — تو کیون بانگِ انا سے سر کٹا منصور و سرمد کا

اگر مدِ نظر تاریکیِ مرقد سے بچنا ہے — تو اپنے دل مین کر روشن چراغ انوارِ سرمد کا

لگا تارِ نفس کی تار برقی خلوتِ دل مین — تماشا دیکھنا ہے گر طلسمِ حسن سرمد کا

درِ گنجینۂ عرفان جو تیرا غنچۂ دل ہے — تو مفتاحِ ارادت سے کھُلیگا قفل اس ابجد کا

اگر پاسِ نفس مین ہو جہادِ نفس بھی شامل — شہیدون کو مزہ آجائے گھر بیٹھے ہی مشہد کا

رُخِ ایمان سی جب وہمِ دوئی کا اُٹھ گیا پردہ — تو عالم ایک دیکھا بحرِ ہُو کی جزر اور مد کا

تنزل مین ترقی ہے ترقی مین تنزل ہی — ہمیشہ بحرِ ہستی مین ہے عالم جزر اور مد کا

تصور مین سدا رہ اُمتِ ابروئے جانان کے — سمجھ تو اُسکے خم کو طاقچہ محرابِ مسجد کا

فنا فی اللہ کا اور تک رفعت ہی بقا باللہ
بٹھائیگا اسی سے سکہ تو عیش مخلد کا

صدائے حیث ما کنتم طرب بزم معیت ہے
تقید قید مطلق کا تماشا ہے مجرد کا

صفائے قلب گر جاروب لا سے تجھکو حاصل ہو
تو جسم عنصری آئینہ ہو روح مجرد کا

نکیونکر خود پرستی حق پرستی کا ہو آئینہ
ہیولی صورت آدم مین ہے روح مجرد کا

جو دیکھا پردہ در ہو کر تو پردہ مین تمہین تم ہو
برائے نام پردہ جسم ہے روح مجرد کا

نماز عشق پڑھا اور کر وضو آب ریاضت سے
نہو ساجد تو خود مسجود بن روح مجرد کا

تو پتلا خاک کا ہی سر اُٹھانا کفر ملت ہی
نہ بن چیلا فن تلبیس مین ابلیس مرتد کا

حسد کی آگ مین جلتا ہی کیون اے جاہل خودسر
اسی نے خانہ خاکستر کیا ابلیس مرتد کا

اگر تو سر جھکائے آستان شاہ بطحے پر
تو تیرے کفش کی نیچے ہو سر ابلیس مرتد کا

بساط قرب حق پر جلوہ ریز نحن اقرب ہون
مٹا دین حرف لوح دل سی گر ہم نحن ابعد کا

حصار پائدار معرفت کو اپنا کر مسکن
بھروسا دار فانی کے نکر برج مشید کا

اگر منظور ہے جنت مین کھانا میوہ طوبے
نکر حرص و ہوا سے خود کو طعمہ دام و دد کا

قدم رکھ جادۂ عرفان مین خضر راہ کی پیچھے
کہ ہی اس دشت مرد افگن مین خطرہ دام و دد کا

بہت سرکش ہی پہلو مین ترے یہ نفس امارہ
لگا پُشت لعین پر تازیانہ شرع کی حد کا

کدھر ہے او غلط بین دیکھ چشم معرفت بین سے
کہ ہے ہر بلبلہ بحر جہان مین کاخ مقصد کا

تصور سے ہے ممکن کے ہویدا صورت واجب
ہی شاہد من رآنی قد رأ الحق میرے مقصد کا

تری تحصیل حاصل حاصل محصول بنجائے
ذریعہ گر بنے نام احد تحصیل مقصد کا

نفس کی آمد و شد جادۂ عرفان ایزد ہے
اسی سے انتہا منزل کے ہوگا طولِ ممتد کا

ہی بُعد و قرب مین امکان کے جلوہ حُسنِ واجب کا
اگر ادراک ممکن سے پرے ہے درک اس حد کا

معیشت کی طلب مین چار سو ناحق ہے سرگردان
اگر طالب ہے تو مطلوب بن عیشِ مخلد کا

خس و خاشاکِ صورت دور کر بحرِ حقیقت سے
حقیقت آشنا ہو عابد و معبود و معبد کا

ہین حُرّ و عبد یکسان دینِ احمد کی اخوّت مین
مساوی پایہ ہی حرفِ مخفف سے مشدد کا

تو غافل ہے وگرنہ روح و توحیدِ وجودی مین
تعلق ہے مجازاً نسبتِ حرفِ مشدد کا

ہی یہ بھی ایک سادہ سا ورق دیوانِ قدرت کا
مری آنکھون سے کر نظارہ غافل روئے امرد کا

نکالین حسرتین دنیا مین متوالون نے عشرت کی
قیامت مین تماشا دیکھنا ہی نیک او ربد کا

قدم رکھ کعبۂ عرفان مین پڑھکر کلمۂ طیب
دبا پھر ہوکے ہم پہلو تو پہلو سنگ اسود کا

دُرِ مقصود سے دامن تمنا کا تری پُر ہو
اگر غواص ہو تو بحرِ توحیدِ مجرّد کا

تری گر کشتِ دل شاداب ہو اشکِ ندامت سے
بنے آنکھون کا ڈھیلا سنبلہ چرخِ زبرجد کا

وہ کر کسبِ فضائل جس سے حاصل فضل ذاتی ہو
سبق اپنا تو پڑھ مت پڑھ سبق نامِ ابجد کا

غنا سے خاک ڈال اربابِ دنیا کی تو محفل پہ
کہ فرش آب پر تکیہ ہی انکے فرشِ مسند کا

تمنا دل مین گر نظارۂ حُسنِ احد کی ہے
اٹھا کر دیکھ لی اے شیخ پردہ میمِ احمد کا

یہ آیا ہی کسی کی نرگسِ فتّان کی چکر مین
پھرے محور پہ سر کیونکر نہ گردونِ مشعبد کا

وجودِ نُہ فلک وردِ چراغِ بزمِ فکرت ہی
ہی خورشیدِ فلک اک ذرہ مرے دشتِ مُہبد کا

الہی ناتوانی کا بُرا ہو جوشِ وحشت مین
کہ چلنا اک قدم بھی مجھکو طے کرنا ہی سرحد کا

نیا جوشِ جنون ہے تازہ سودا ولولہ طرفہ ۔ مرے جولان سے تنگ آیا ہے گیا عرصہ فدفد کا
سبک روئی کوئی مجھ کیا ہو راہِ رازداری مین ۔ نہین دیکھا غبار اُڑتا کسی نے میرے فدفد کا
برائے نام ہون عنقا صفت گلزار ہستی مین ۔ پتا تمکو بتاؤن کیا اضافاتِ مقیّد کا
دل و جان کھو کی پائی مینے راہِ خود فراموشی ۔ بنا ہون آپ ہی مین خضر اپنی دشتِ بیحد کا

گریز از تشبیب بسوئے نعت
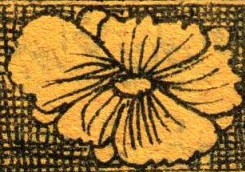
مین ایسے بادشاہِ حسن کا محوِ تماشا ہون ۔ ہُما ہے تام جسکے مرقدِ عالی کے گنبد کا
مین اُس شاہ فلک پیما حبیبِ حق کا ہون شیدا ۔ طرازِ اطلسِ گردون ہے بوٹا جسکی مسند کا
مین اُس شاہنشہِ ملک رسالت کا ثناخوان ہون ۔ کہ اورنگ سلیمان پر ہے تکیہ جسکی مسند کا
قدم لینگے سلاطینِ زمانہ تا ابد میرے ۔ مجھے سمجھے ہو کیا تم ہون گدا کوئے محمد کا
محمد وہ کہ باغِ حارِ نور کا شگوفہ ہے ۔ خدا قرآن مین شاہد اُسکے ہے اوصافِ بیحد کا
محمد وہ کہ جو ہے لی مع اللہ کی معیّت مین ۔ محمد وہ کہ جو ہے فخر اپنے جدِّ امجد کا
محمد وہ کہ جسکے تذکرے ہین عرش و کرسی پر ۔ محمد وہ کہ جو پتلا ہے نور مہر سرمد کا
محمد وہ کہ جو آئینہ حُسنِ الٰہی ہے ۔ محمد وہ کہ ذوالقرنین مزدور اُسکی ہے سد کا
محمد وہ کہ جو مفتاح قفلِ بابِ عرفان ہے ۔ محمد وہ کہ ہے خُلد اُسکے چشمہ فیضِ بیحد کا
محمد وہ کہ جس سے دو جہان کی زیب و زینت ہے ۔ محمد وہ کہ حامی حشر مین ہے نیک و بد کا
محمد آئنہ ہے جلوہ امکان و واجب کا ۔ یہی ہے راز مخفی نام مین میمِ مشدّد کا

شمیم مشک عنبر سے مشامِ جان کو ہو نفرت
اگر کھلجائے جوڑا گیسوئے مشکین احمد کا

براءت نار سے ہوتی ہی بیشک اُسکے زائر کو
بجھاتا آگ کو ہی سایہ اُس نورِ مجرد کا

یہ دل مین ہے سناؤں ایسا مطلع وجد مین آکر
کہ رنگِ رخ اُڑے ہر حاسدِ مجہول و مرتد کا

مطلع

ظہور آخر مین نور اول مین ہے ذاتِ محمد کا
وہی مطلع وہی مقطع ہے دیوانِ مؤبد کا

مٹا زاہد تو اپنے جان و دل کو عشق احمد مین
تمنائی اگر ہے خلد کے عیشِ مخلد کا

برہمن کیا بتون نے بھی کیا اللہ کو سجدہ
ہوا جب بتکدہ مین شور اُسکی آمد آمد کا

گری برقِ غضب خرمن پر اعدائے نبوت کے
جو نکلا مطلعِ وحدت سے خورشید اُسکی آمد کا

کہا جب لا الہ لات و عزّا کے کئے ٹکڑے
کفِ توحید مین گویا کہ تیشہ لا کے تھا مد کا

وہی اس ہستی معلول کی ہی علتِ غائی
وہی ہی نقشِ اوّل لوحِ محفوظِ محمّد کا

ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
جدھر دیکھو اُدھر ہی جلوہ گر ہے نور احمد کا

غزل ناصر پڑہون اک قافیہ مین اور مستانہ
کہ جان و دل سے مین شیدا ہون نامِ پاک احمد کا

غزل

ہوا مستو الا ناصر ساقیِ کوثر کی آمد کا
بنا دل اُسکا میخانہ شرابِ شوق احمد کا

رگِ جان نقشِ مسطر ہو ورق خورشید خاور ہو
لکھون تب معجزہ جان بخشیِ لبہائے احمد کا

بنائے پیر گردون سرمۂ چشمِ مہ و انجم
اگر ملجائے کاجل شمعِ قصرِ پاک احمد کا

محدّب پر فلک کے جا چمکتا اخترِ خاور
اگر بنتا وہ ذرہ خاکِ راہِ کوئے احمد کا

بنا ایک ایک نقطہ دائرہ خورشید انور کا
لکھا جب وصف خامہ نے درِ دندان احمد کا

ملے جو دولت اس در پہ ملے کب وہ دو عالم مین
گدا ادنیٰ ہے قیصر قصرِ عالی جاہ احمد کا

محیطِ عرش مین تا فرش موجین بحرِ مدحت کی
احاطہ حدِ النسان سے ہے باہر وصف احمد کا

درازی گر حیاتِ جاودان کی مجھکو حاصل ہو
تو چھیڑون سلسلہ کچھ مدحتِ گیسوئے احمد کا

بناؤن رشتۂ مسطر جو زلفِ حور مل جائے
کہ لکھنا وصف ہے مدِ نظر گیسوئے احمد کا

وہان مرنا حیاتِ جاودان قبضے مین لانا ہی
ستارہ اوج پر ہے ساکنانِ کوئے احمد کا

مری آشفتہ جانی کو ملا ہے سود سودا سے
تصور رات بھر رکھتا ہون مین گیسوئے احمد کا

ہو ہر برگ اضطراب آلودہ نخلِ دشتِ ایمن کا
بیان گر وصف ہو نخلِ حریم پاک احمد کا

خدا نے رحمۃٌ للعالمین جیسے لقب بخشا
بنا ہے سائبانِ دو جہان دامان احمد کا

مگس کی تاب ہی کیا تھی جو چھوتی جسم اطہر کو
مگس ران تھا پر جبریل مہدِ پاک احمد کا

تعجب کیا اگر فضلِ خدا ضامن ہوا میرا
وسیلہ رحمتِ حق سے ملا ہی ذات احمد کا

ہو امیدانِ ہستی مین علم جس نام کا جھنڈا
وہ نکتہ دفترِ دیوان کُل ہے علم احمد کا

اوائل مین اواخر مین فضائل مین فواضل مین
خدا کا کوئی ثانی ہے نہ ہمسر کوئی احمد کا

ہے اک اک نقشِ پا تارِ شعاعِ نیرِ اعظم
لکھون رنگِ تجلی گاہ کیا کیا کوئے احمد کا

تہیدستانِ قسمت کے بھی مالامال ہین دامن
روان سیلاب ہے ہر دو جہان مین جود احمد کا

پسِ مُردن ملے مجھکو نہ کیون حُلہ مشجر کا
کہ ہون مداح ہر دم روضۂ ذیشان احمد کا

مری خوشبو سے عالم گر معطر ہو عجب کیا ہے
مہکتا میرے دل مین نفحہ ہی گیسوئے احمد کا

عجب کیا قمریان جنت الماوی کا جھرمٹ ہو — پڑھے جب بزم مین ناصر قصیدہ نعت احمد کا
پڑھو اس قافیہ مین اور بھی ناصر غزل کوئی — کہ دل مین چٹکیان لیتا ہی ہر دم نام احمد کا

غزل

تجلی گاہ عرفان نام ہے کوئے محمد کا — خم محراب طاعت طاق ہی ابروئے احمد کا
کبھی گر شوق مین طیبہ کی جنت کا تقاضا ہو — تو نعرہ لن ترانی کا لگائے نور احمد کا
گزرگاہ دو عالم دیدۂ سوزن کا روزن ہو — اگر وسعت طلب اللہ سے ہو حکم احمد کا
گھٹا رحمت کی چھا جائیگی خورشید قیامت پر — پڑیگا سایۂ انوار جب دامان احمد کا
پڑے جان آئینہ مین ہو رگ جان اسکا جوہر — اگر ہو جلوہ پیرا مہر عکس روئے احمد کا
سلاطین جہان کو کیا بھلا لائین تصور مین — دماغ فقر ہے افلاک پر خدام احمد کا
بجز بخشیدن و دادن نہین صیغہ نہادن کا — بیان کیا ہو حساب دفتر انعام احمد کا
ابھی جاری ہو آئینہ سے چشمہ مہر انور کا — پڑے قطرہ اگر اسپر لعاب لعل احمد کا
بہار گلشن دنیا و دین وقت خزان ہوتی — مگر بھتا پرتو افگن اس مین جلوہ روئے احمد کا
تجلی جمال حق نظر آئی دو عالم مین — ہوا جب جلوہ آرا صحن کن مین نور احمد کا
نہ آئے گر یقین تو دیکھ لیجے قلب عاشق کو — خدا کے گھر مین ہو کر راستہ ہی کوئے احمد کا
چراغ عقل اسکا گل ہی عقل کل سے عاقل کا — نہین عالم کوئی جز علم ایزد شان احمد کا
لگایا سرمہ مازاغ البصر کا حق نے آنکھون مین — نکیون عالم ہو بیکتا سرمہ سا چشمان احمد کا
یہی عین الیقین حوران عین کا نقشہ منجائے — دو چشمی ہے سی لکھون وصف اگر چشمان احمد کا

زنانِ حاملہ کو حورِ زائی کا ملے تمغہ
اگر وہ نوش جان کر لین غسالہ جسم احمد کا

سب اسباب بقا بنجائے اسبابِ فنا دم مین
اگر اعدا پہ چمکے خنجرِ اعجاز احمد کا

پڑھو صلِّ علیٰ اور جان و مال و دل کرو قربان
یہی ہو موئے مقدس ریش پاک وصاف احمد کا

بنے نالِ قلم فوّارہ مشکِ چین و تبت کا
اگر لکھے قلم کچھ وصفِ موئے پاک احمد کا

سویدا دل کا فرِ بنے خورشید حشر آرا
برنگِ شمع روشن دل مین ہو گر داغ احمد کا

ثنا لکھون اگر قصرِ رفیع الشان حضرت کی
دبیرِ چرخ ہو ساجد زمینِ قصر احمد کا

دُرِ یکدانہ دعوی بھولجائے بے بہائی کا
جو جلوہ دیکھ پائے گوہرِ دندان احمد کا

برنگِ زائر روضہ بنے دیوار آئینہ
اگر دکھلائے اعجاز تحیّر حسن احمد کا

تعجب کیا صدائے لن ترانی گر زبان زد ہو
تجلّی زار سینا قلب ہے عشاق احمد کا

پری کی آنکھ مین جادوے بابل کا تماشا ہو
اگر معجز نما ہو سُرمہ چشمِ پاک احمد کا

برنگِ موجِ دریا موجزن دریائے عرفان ہو
اگر بُت گر کے ٹوٹے دل مین چھپا عشق احمد کا

نکلجائے ہیولے قید عالمگیر صورت سے
رہائی دے اگر زندانیون کو حکم احمد کا

پئے دفعِ نظر نقطہ لگائے آنکھ کی تل کا
اگر دیکھے تماشا حورِ جنت روئے احمد کا

برنگِ بُو جواہر سے جُدا اعراض ہو جائین
اگر ہو تفرقہ پرواز ان مین حکم احمد کا

تعجب کیا براق برق اسکی گردِ جولان ہو
کہ ناصر ہی ثناخوان اشہبِ دلجوئے احمد کا

مین ہر دم نعرہ زن عرش صفات مصطفیٰ پر ہون
دل توحید مین گھر ہے مری روح مقید کا

زمین پاک یثرب تختۂ گلزار جنت ہے
ہی گملہ خلد کے پھولون کا اک طاق گنبد کا

سما ئیگی نظر مین خاک سقف گنبد گردان
مری آنکھون مین نقشہ ہی شہا سرے کے گنبد کا

مہ و خورشید کو فرصت نہین ہے طوف گردون سے
سنا جبسے کہ ہی طائف تری روضہ کے گنبد کا

علو اوج کی شان معلی سے ہی چکر مین
اڑائے خاک خاک کا اوج گردون اوج گنبد کا

جھکایا سر زمین پر شوق سے گردون گردان نے
زمین کے سر پہ رکھا تاج جب روضہ کے گنبد کا

نعیم حق نما کا ہون نمونہ باغ ہستی مین
یہ دعوی حق بجانب ہے ترے روضے کے گنبد کا

یہ ڈر ہے آفتاب حشر جلکر داغ حسرت ہو
چراغ افروز مہر و مہ ہوا فانوس گنبد کا

فضائے عرش پر رکھی ہوئی قندیل رفعت ہے
کہون کیا تمسے عالم روضۂ اقدس کے گنبد کا

ہوائے شوق اڑا کر لیچلی مجھکو سوئے یثرب
خبر گیران ہوا صیاد پھر صید مقید کا

بلا سے جسم خاکی مین نہین پرواز کی طاقت
تعلق ہی مدینہ سے مری روح مقید کا

ظہور ذات مطلق سے مقید ہو نہین سکتا
کہ وہ جسم مطہر ہے محل روح مقید کا

شریعت اور طریقت کی حقیقت کا کھلا عقدہ
احد سے ملگیا جب بے محابا میم احمد کا

تری بخشش کا نقارہ بجیگا جبکہ محشر مین
ڈھلیگا ایک ہی سانچے مین قالب نیک اور بد کا

برنگ طائر قبلہ نما اے قبلۂ امکان
ہے تیری کعبہ رخ کی طرف منہہ نیک اور بد کا

نماز پنجگانہ روزہ و فرض زکوۃ و حج
ہے بے حب محمد بار سر ہر نیک اور بد کا

گنہگارون پہ جب مہر شفاعت جلوہ گر ہوگا
تکینگے نیک منہہ کیا کیا نہ حسرت سے ہر اک بد کا

لب رحمت فشان پر جب صدائے امتی ہوگی
خوشامد سے کریگی مغفرت نظارہ ہر بد کا

گذر سب انبیا کی قصر میں ہے صرف نیکوں کا
ہی سرکار شفاعت میں گذر ہر نیک و بد کا

ولادت کا تری جب غل ہوا اس دیر فانی میں
چڑھا بیساختہ ہر بت کے لب پر کلمہ اشہد کا

شب اسریٰ ہوئے جب شاہد و مشہود بے پردہ
تو شاہد ہو گیا جبریل کلمہ پڑھکے اشہد کا

ہو کیونکر عقدۂ موئے کمر کی کشفِ ماہیت
یہ ہی اک راز سربستہ نکاتِ علم سرمد کا

وہ محبوبِ خدا محبوبِ امت فردِ مطلق ہے
خدا کا لاڈلا اور لاڈلا اپنے اب وجد کا

تعالی اللہ غم امت میں وہ نانِ جوین کھائے
جو مالک ہو زمین و چرخ و لعل و کان عسجد کا

مسیح چرخ اسریٰ ہی کلیم طور قربت ہی
یہ صورت یہ ہیولی ہے نبی کی ذات مفرد کا

تو ہی اک فرد کامل ہی کمالات تقدس کا
ترے ہی واسطے آیا ہی صیغہ جمع و مفرد کا

ہے پا انداز فرش بزم اقدس عرصۂ ہستی
بساط عرش ہے چھوٹا سا گوشہ تیری مسند کا

چھپیگا منکر نور نبوت اب کہاں تا حشر
کہ کھٹکا ہے عدم میں بھی خدنگ قہر ایزد کا

مطلع

ادھر کونین اک ذرہ ہی خورشید محمد کا
ادھر قوسین اک چلہ ہی تیر قد احمد کا

ہوئے دنیا کی سرکش سرنگوں نام مبارک سے
پھرے کیونکر نہ پھر چکر سے سر ابلیس مرتد کا

احد کا راز تھا مخفی حصار کنت کنزا میں
کھلا ہی عقدہ اب میلاد سے بے میم احمد کا

محیطِ فرش ہیں تا عرش موجیں بحرِ وحدت کی
سوا تیرے نہیں غواص اس دریائے بیحد کا

ہے سبحان الذی اسریٰ ترے گلگشت کا تمغہ
بہار ہشت جنت ہی شگوفہ تیری آمد کا

کشاکش قدسیوں میں ڈال دی جذب نبوت نے
لئے پھرتا ہی کھینچے آسمان کو ذکر احمد کا

کھُلا رازِ دو عالم ہمہ پہ دروازون کے کھُلنے سے
زبانِ دل پہ یہ نام آیا جب اللہ و محمد کا

ازل سے ہے بھروسا مصطفےٰ کی فیضِ مدد پر
کرم کا رحم کا شفقت کا انعام مجدد کا

بھرا انوار سے وحدت کے کیا کیا عرصۂ کثرت
جو کھولا لی مع اللہ کہکے عقدہ سرِ سرمد کا

نظر جس سے پھری پھیا اُسی گردون کی گردش نے
یہی پھل تیرے حاسد کیلئے ہے اخترِ بد کا

ترے قدمون سے خارستانِ عالم ہو گیا گلشن
جُدا ہر غنچۂ خاطر سے کانٹا ہو گیا کد کا

نبی کی ذات وہ چشم و چراغِ بزمِ امکان ہے
پڑھا سرو چراغان نے بھی کلمہ جسکی آمد کا

وجودِ عقلِ کُل ہے تیرے مقدم کی تعقل سے
ظہورِ آفرینش آفرین گو تیری آمد کا

ترقی اور تنزل ہے تری قدرت کے قبضے مین
ہی تو مختارِ بحرِ معرفت کی جزر اور مد کا

ہوا ثابت ہمین لی مع اللہ کی ترانے سے
کہ عالم بحرِ قربت کے جُدا ہے جزر اور مد کا

اِدھر مداح ہین عرشی اُدھر وصاف ہین فرشی
تماشا تیرے بحرِ نعت مین ہے جزر اور مد کا

ترے قصرِ معلّٰی کی علو شان تعالی اللہ
ہی قاصر جسکے آگے قصر نہ طاق زبرجد کا

تری روحِ مبارک مہرِ عالمتاب الفس ہے
ترا جسمِ مقدس روح ہے روحِ مجرد کا

بیاضِ دیدۂ یعقوب مین دیکھا جو یوسف نے
تو نکلا منتخب اک مطلعِ ابروئے محمد کا

نبی کی قامتِ بے سایہ کا شیدا ہون مین ناصر
کھٹکتا ہی مری آنکھون مین ہر دم قافیہ قد کا

غزل

قلم کو شوق ہے نعتِ سہی سروِ محمد کا
مرا ہر مصرعِ برجستہ اک آئینہ ہے قد کا

مین کیا دیکھون نظر بھر کر کسی کا قامتِ بالا
مرے دل مین تصور ہے ترے سروِ سہی قد کا

اداؤن مین تری ہر رنگ ہے اک رنگ نیرنگی
کوئی شیدا ہی چتون کا کوئی خد کا کوئی قد کا

کھڑا تکتا ہی طوبی آجتک حیرت سے سکتے مین
مگر دیکھا تھا عالم آپکے سرو سہی قد کا

تمہارے اک خرام نازنی وہ جلوہ ریزی کی
کہ جلوہ طور کا وقف تماشا ہو گیا قد کا

جو نظم عالم امکان کے دیوان پر نظر ڈالی
تو پایا ہر طرح یکتا فقط مصرع ترے قد کا

نہین انداز جسکا عرصۂ گلزار ہستی مین
کہا رضوان جنت نے وہ بوٹا ہی ترے قد کا

ہی اتممت علیکم نعمتی جس ساز کا نغمہ
بنا مضراب اُسکے واسطے تیرے سہی قد کا

کلیم اللہ کیونکر کلمہ گویون مین نہ شامل ہو
تماشا طور سینا کا تجلی ہے ترے قد کا

کہا بیساختہ بُلبل نے نخل آرزو پھولا
تُلا جب وزن پھولون سے تری موزونی قد کا

وہ قد غیرت شمشاد اگر دیکھے گلستان مین
پڑھے قمری صنوبر پر قصیدہ مدحت قد کا

لئے پھرتا ہی سبحہ کہکشان کا بام گردون پر
مہ نو کیون نہ ہو کامل کہ ہی ذاکر ترے قد کا

وظیفہ کر لیا یا نور کا روحانیون نے بھی
جو دیکھا لامکان پہ پردۂ نوری ترے قد کا

صنوبر سے اگر تشبیہ دون قد مقدس کو
بڑھے رتبہ صنوبر کا گھٹے رتبہ ترے قد کا

فرشتون نے سنائی خبر تیرے خیر مقدم کی
سمجھا جنات نے دم قاف مین وہ قاف تھا قد کا

شب مولد خجل تھا ماہ تابان تیری تابش سے
تجلی طور کی ادنیٰ سا جلوہ تھا ترے قد کا

نمایان ایک عنصر سے ہی شان عنصر دیگر
تماشا گاہ قدرت ہے کہ آئینہ ترے قد کا

رہین بہزاد و مانی صورت تصویر حیرت مین
سراپا دیکھ کر کھینچین وہ کیا نقشہ ترے قد کا

گُل زخم جگر کے خندۂ بیجا کو روتا تھا
ہنسا بیٹھا تصور خندہ زن ہو کر ترے قد کا

تراوصف دہن سنکر پیا ہے خون غنچون نے
گرا جاتا ہی شہرہ سرو سن سن کر ترے قد کا

تمہارا رخ ہی وردِ سورۂ والشمس زہرہ کو
قمر مانند قمری محو ہے سروِ سہی قد کا

گزرتی ہی دعا جس طرح قلبِ صافِ صوفی سے
گزر کر دونِ گردان سی ہوا یون آپکے قد کا

بہت کچھ سیر کی نیرنگیِ دیوانِ عالم کی
نپایا نام کو ثانی تمہارے مصرعِ قد کا

جہان افروز جلوہ جب ہو تیرا جبہ آدم مین
نکیون ہو غیرت برج قمر پھر قمقمہ قد کا

اگر سرو سہی اکڑا ہی گلشن مین اکڑنے دو
کریگا اسکو سیدھا بانکپن تیرے سہی قد کا

بجائے مردمک آنکھون مین رکھکر لیگئی قدسی
شبِ معراج ہر نقشِ قدم تیرے سہی قد کا

قدامت قافِ قربت کے قدم لیکے کہتی ہے
قدم سی سلسلہ ملتا ہی اس سرو سہی قد کا

زبان ہر برگ طوبیٰ کی ہی محو آیۂ طبتم
جنان مین حور و غلمان ورد رکھتی ہین تری قد کا

اسے گلزار جنت اور اسے سمجھین ہین ہم طوبیٰ
سمایا دل مین ہے جس وقت سے جلوہ تری قد کا

ادب سے بات کرتے ہین نکیرین آکے مرقد مین
مزاج انکو نہین ملتا تمہارے کشتۂ قد کا

چراغ طور کی بتی ہی یا ہی عرش کا استن
کہون کیا جو مری نظرون مین عالم ہی تری قد کا

غزل اک اور بھی پڑھ قافیہ مین قد کی اے ناصر
کہ دل ہی عندلیب آسا ہی کے گلشن قد کا

ادھر ہے لوح ہستی پر کھنچا نقشہ محمد کا
ادھر ہے مردم چشم عدم سایہ سہی قد کا

یہان دیکھا ہے جلوہ نور حق کی ذات امجد کا
عدم مین جاکی نظارہ کرینگے سایۂ قد کا

شب اسرے نہ غل مچتا شبِ قدرِ مبارک کا
نہ ہوتا منقسم دارین مین سایہ اگر قد کا

ہوائے دامن دولت ہوا خواہ رقابت ہے
نہ اُڑتا کسلیئے بنکر ہما سایہ ترے قد کا

یہی ہی باعثِ پرواز اُسکا شاخ سدرہ پر
پرِ روح القدس مین ہے نہان سایہ ترے قد کا

اُٹھا جب صورتِ حادث سے پردہ حُسن معنی کا
تو ٹھہرا مُردمِ چشمِ قِدم سایہ ترے قد کا

کشاکش مین فنا کی جب کشش بنکر بقا آئی
تو کوشش لے اُڑی بنکر پری سایہ ترے قد کا

کھلا یہ رازِ مخفی دل پہ مُزمّل کی معنی سے
کہ کسوت جلوہ معنی کا ہی سایہ ترے قد کا

اسی باعث سے ہی نافِ زمین اک نام کعبے کا
کہ اُسکی ناف مین چون خال ہے سایہ ترے قد کا

بھلا کب تیرا ثانی چشمِ واجب دیکھ سکتی تھی
یہی نکتہ تھا جو معدوم تھا سایہ ترے قد کا

گنہگاران اُلفت بھی کبھی تو دیکھ ہی لیتے
اویس آسا اگر دل ہوتا آئینہ ترے قد کا

کھلا سودائے نظّارہ کا جب نیرنگ بکر نگی
سوادِ زلفِ حورِ عین بنا سایہ ترے قد کا

رہا ہے مُردمِ چشمِ ملائک بنکی خلوت مین
نہ نکلا ساتِ پردون سے کبھی سایہ ترے قد کا

بجز ذاتِ احد ہر چیز کا سایہ ہی عالم مین
تو ہی بے میم احمد کیون ہو پھر سایہ ترے قد کا

مکان مین لامکان مین دل مین کعبے مین مدینے مین
کہون کس کس جگہ ہی یا نہی سایہ ترے قد کا

نظر آئی ہی تمثال نبی مجھکو تصور مین
عیان دل مین ہوا سایہ نہان ہوکر ترے قد کا

نہ ہوتا کس طرح ہی سایہ تیرا قامتِ دلجو
ہی نورِ مردمِ چشمِ ملک سایہ ترے قد کا

بچھا ہی شوق پامالِ خرامِ ناز مین عالم
چمن کا بوٹا بوٹا تک بنا سایہ ترے قد کا

نہ پائی جب ترا ثانی گلستانِ مجازی مین
حقیقت آشنا پھر کیون نہو سایہ ترے قد کا

سویدا بنکے رہتا ہی دلون مین سایۂ قامت
سوادِ چشمِ عنقا کیون نہو سایہ ترے قد کا

تو ظلِ ذاتِ حق ہی علتِ معلولِ عالم ہے
تسلسل تسلسل نہ ہوا جو ہو سایہ ترے قد کا

بلائیں تاکہ دی تیرے گلِ عارض کے جوبن کی
سمٹ کر آملا ہی زلف سے سایہ ترے قد کا

ہے ہر سو سایہ گستر ابرِ رحمت ہو کے عالم پر
نہ ہو پھر غیر ممکن کس طرح سایہ ترے قد کا

دو رنگی نے تری جب نقشۂ یکرنگ کو کھینچا
بتا آخر یہ کیا ہی گر نہین سایہ ترے قد کا

عدیم المثل جب تجھکو بنایا دستِ قدرت نے
نکیون ہو مردمِ چشمِ عدم سایہ ترے قد کا

گئی ملکِ عدم تک عاشقانِ قامتِ دلجو
نشان پایا نہ وہان بھی ترے نور سایۂ قد کا

سیاہی بنکے عارض پر قمر کے جلوہ گستر ہے
پتا دل کو لگا ہی کشف سے یہ سایۂ قد کا

بلا گردان ہی گردون روز و شب اسکی بلاؤن کا
نہین یہ زلفِ شبگون سایہ ہی جھوما ہوا قد کا

مری دیوانگی کام آگئی صحرائے محشر مین
کہ ہو کر بید مجنون بنگیا سایہ سہی قد کا

مین صورت آشنا ہو کر بنا ہمسیرت سایہ
بشکلِ آئینہ حیران ہون ترے جلوۂ قد کا

اسی کا عکس ہر دم لوحِ دل مین جلوہ گستر ہے
مرا آئینۂ دل خوشنما آئینہ ہے قد کا

مین شوقِ نعت مین ہمداستانِ مرغِ طوبیٰ ہون
مرا ہر شعر ہے قمری تیرے سروِ سہی قد کا

زمینِ شعر ہم پہلو ہوئی گلزارِ جنت سے
ذرا پھل پھولنا دیکھے کوئی سروِ سہی قد کا

یہ سوزِ عشقِ احمد مین ہے گرمیِ طبعِ موزون کی
کہ مثلِ شمع ہر مصرع ہی روشن مدحتِ قد کا

مدادِ کلک کے قطرے نے دی آوازِ قد قامت
ہوا معجز نما بزمِ نبی مین قافیہ قد کا

ہر اک کلمہ پڑھا کرتی ہے قمری سرو پر ہر دم
سنا جب سے کہ مین مداح ہون سروِ سہی قد کا

زمینِ شعر تلوون سے نکلجاتی ہے رہ رہکر
پہنچتا طارمِ نہ چرخ پر مضمون ہے جب قد کا

نہین پہونچے سماتے گلبدن سنکر غزل میری / ہے مرغانِ چمن مین غلغلہ نعتِ سہی قد کا

لکھے اشعار کیا کیا تونے ناصر وصفِ قامت مین
کہ دل قمری صفت بے ساختہ شیدا ہوا قد کا

پڑھون پھر محفلِ میلاد مین وہ مطلعِ روشن / کہ چمکے عرشِ اعظم پر ستارہ مہر آمد کا

مطلع

ہوا اوّل کا مطلع ہی الف اللہ واحمد کا / ہو الآخر کا مقطع میم ہے نامِ محمد کا

قلم کی آبرو مدِّ نظر تھی نعتِ حضرت کو / احد مین اور احمد مین الف آیا جو بے مد کا

کہا تھا ایزدِ یکتا نے جو محبوب یکتا سے / کلامِ حق نے کھولا وہ معمّٰی حرفِ مفرد کا

چلا جو جادۂ پیرِ مغان سے شرعِ احمد پر / مطیعِ خضر ہی پیرو نہین وہ دام اور دد کا

ہی دست قوتِ حق قوتِ بازو محمد کی / تعجب کیا پرِ جبریل اگر تکیہ ہے مسند کا

شگفتہ ہی چمن نیرنگیِ نقاش صنعت کا / بہارِ گلشنِ وحدت ہے بوٹا تیرے مسند کا

محمد کے خمِ ابرو کا نقشہ جم گیا دل پر / سمایا نقش جب آنکھون مین بسم اللہ کی مد کا

گھٹی شانِ تبختر عالمِ علوی کی سفلی سے / شبِ معراج دیکھا رتبہ جب شانِ محمد کا

خدا قادر ہے ہر شے پر مگر وعدہ کا سچا ہے / کیا پہلے نہ اب پیدا کرے ثانی محمد کا

سبق لے علم القرآن کا جو ایزد کے مکتب مین / دبستان مین پڑھے کیونکر سبق وہ حرفِ ابجد کا

حصارِ عافیت مین آگیا جسنے پڑھا کلمہ / اثر ہے کلمۂ طیب مین ذوالقرنین کی سد کا

سمجھ اتنا تو غافل دفترِ اعیانِ امکان مین / قلم سے پہلے حق نے نام لکھوایا محمد کا

اُٹھائی آنکھ تو جلوے دکھائے حسنِ یکتا کے — ہلائے لب تو عقدہ کھُلگیا اسرارِ سرمد کا

وہ خاکِ کوئے یثرب کی نظر سے گر گیا آخر — بہت ہی رنگ شوخی پر چڑھا تھا کحلِ اثمد کا

ذرا ہشیار ہو بیٹھو کہ اب پڑھتا ہون وہ مطلع — ہوا پھیکا جسکو سنکر رنگِ رُخ ایک ایک مرتد کا

مطلع

نظر مین آسکے کیا بھید تشدیدِ محمّد کا — کہ برزخ واجب و ممکن ہے اس حرفِ مشدد کا

ہوئی حاجت روائے خلق تیری قوتِ بازو — ید اللہ نام اسی سے حق نے رکھا ہی ترے ید کا

علاجِ سقمِ جسمانی اگر ہے کامِ عیسیٰ کا — علاجِ دردِ روحانی کرشمہ ہی ترے ید کا

جو تجھسے ہوگئی بیعت خدا سے اُنکو بیعت ہے — ید اللہ فوق ایدیہم ہی آوازہ ترے ید کا

ڈرے کیون تیری اُمت گرمیِ خورشید محشر سے — کریگا سرد اُسے دم مین ذرا چھونا ترے ید کا

ترے دستِ شفاعت پر بھروسا دو نو عالم کا — سہارا ذات کو تیری فقط اللہ کے ید کا

ہین دو نو ہاتھ یا ایوان قربت کے دو آئینے — یقین ہوتا ہے ماہ و مہر پر سب کو ترے ید کا

یدِ بیضائے موسیٰ سے بھی آخر لیگیا پنجہ — دیا ہی دستِ قدرت نے تجھے یہ معجزہ ید کا

بڑھی ہی آبرو اس فخر سے تسنیم کی کیا کیا — ہیولی اُس سے جب گوندا ترے جسمِ ممجد کا

سُنے جسوقت آہنگ شفاعت صحنِ محشر مین — بجائے کیون نہ کوس اُسوقت امت عیشِ سرمد کا

تو وہ حامد جسے محمود کہتا ہے ہر اک حامد — تو وہ عابد کہ جس سے نام ہی معبود و معبد کا

عبادت خانہ عالم بنگیا تیری ولادت سے — عبادت سے تری رتبہ بڑھا ایزد کے معبد کا

جُھکا سجدہ مین دیکھا چلتے چلتے راہ مین جسنے — ترا نقشِ قدم نقشہ ہی شاید حق کی معبد کا

جلا اسد رجہ سوز غم سے ہجر روئے احمد مین
سیہ مثل غلاف کعبہ ہی منہہ سنگ اسود کا

بتانِ سنگدل بھی بوسے دیتی ہین مزے لیکر
بڑہا رتبہ ترے بوسے سے ایسا سنگ اسود کا

تمہارے سنگ در سے کسکو دعوئی ہمسری کا ہو
لبون تک نام دشواری سے آیا سنگ اسود کا

تری تصویر کھنچ سکتی ہی کیونکر صفحۂ دل پر
تنِ پرنور مین عالم ہو جب روحِ مجرد کا

گل افشان جلوۂ وحدت ہوا کثرت کے گلشن مین
رکھا واحد نے تیرے سر پہ جسدم تاج اوحد کا

زمانی کی زبان پر ہے ترانہ تیری بعثت کا
نہ تھا تو تذکرہ تھا پر ترے دوران ممتد کا

تمہارا گنج دل ہے سیم و زر سے ایسا مستغنی
کہ اس غم سی سپید و زرد ہے منہہ سیم و عسجد کا

کرونگا آتش افروزی ترے سودائے عارض مین
چراغ افروز ہونگا دیر کا کعبہ کا موبد کا

بجز تیری اطاعت کے ٹھکانا دین و دنیا مین
نہ عارف کا نہ عابد کا نہ عالم کا نہ موبد کا

نظر مین تولئی الفت ہماری اور رقیبون کی
ہو جسکی جنس کم وہ منہہ نہ دیکھی تیری مرقد کا

بچھائے چاندنی مہتاب گر تو آئے محفل مین
فلک نقصان ہو شادی سے سنے گر ذکر آمد کا

پڑھون وہ مطلع موزون کہ ہوش اڑجائین حاسد کے
ملائے خاک مین آورد کو سیلاب آمد کا

مطلع

صریرِ کلک ہے آوازہ حمدِ ربِّ امجد کا
بنا ہی مطلعِ خورشید مطلع نعتِ احمد کا

ہوا ہے مرغ دل کو شوق گزری اوج سدرہ سے
کری وہ شغلِ مدحت آج اوجِ قصرِ احمد کا

اُٹھے کیونکر نہ انگشتِ شہادت اہل ایمان کی
ہی ادنی معجزہ شق القمر انگشتِ احمد کا

عیان شانِ احد کا ہو تماشا شانِ احمد مین
اگر ہو درمیان حائل نہ پردہ میم احمد کا

جھکا نا نامہ بسجدہ مین سر کو پڑھ کے بسم اللہ
جُدا سمجھے احد سے جو ترے جلوون کی یکتائی
ہوا ہے لا کے بعد آئینے الا اللہ کی ثابت
مجھے مارا ہی خضرِ دوجہان کے سبز حُلّے نے
تمنّا ہی ہون مین خاکِ قصرِ احمدِ مرسل
لُٹایا تو نے اُمّت پر خزانہ حق کی عرفان کا
گذر جس سفرہ رہ پر ترا اخضر سُبُل ہو گا
لبِ رنگین سے گر بھیکا ہوا یاقوت رمّانی
دہانِ پاک کے کھلتے ہی عرفان کے کھلے عُقدے
نکیون قطبِ زمین کو وجد کے عالم مین جنبش ہو
نرکھین حاملانِ عرش کیون نعلین کو سر پر
وہ نور افزا ہی نقشِ پا اگر ملجائی خاک اُسکی
شہیدان و فا عیش ابد مین چین کرتے ہین
اُسی کو باریابی ہی حضورِ قربِ ایزد مین
ہوئی کسدرجہ دلکش صانعِ بیچون کو یہ صورت
مزے سی چشمۂ تسنیم مین رضوان ملاتا ہے
تری ذاتِ مقدّس حجّتِ خلّاقِ عالم ہے

ہی خط مین وصفِ حُسنِ ابروئے خمدار احمد کا
کری اُسپر ملامت تا قیامت میم احمد کا
کہ ہی دَرپردہ رُتبہ ایک احد کا اور احمد کا
بنا تختہ مرے تابوت کا تختہ زمرد کا
وگرنہ مین نہین طالب کسی قصرِ زمرد کا
مٹایا نام دل سی گوہر و لعل و زمرد کا
تو خاکِ نقشِ پا بنجائے گی سُرمہ زمرد کا
تو اترا سبزۂ رخسار سے چہرہ زمرد کا
کہ ہر دندان ہی دندانہ کلیدِ قفلِ ایزد کا
تیقن فرق کلکِ نعت پر ہے فرقِ فرقد کا
غبارِ خاکِ طیبہ تاجِ سر ہے فرقِ فرقد کا
بنائے آسمان کُحل جواہر چشمِ فرقد کا
بہارِ گلشنِ جنّت ہے سبزہ اُنکے مشہد کا
کیا ہی وردِ جان و دل سے جسنے کلمہ شہد کا
کہ اپنی پاس رکھا سایہ جسمِ پاکِ احمد کا
لبِ لعلِ حلاوت ریز سے شیرہ طبرزد کا
کھلا اس حجّتِ محکم سے رشتہ کُل کی مقصد کا

ملا کر نام سے اپنے احد نے میم محبوبی
بڑی چاہت سے رکھا نام احمد ذاتِ احمد کا

ازل ہی نام نامی لمعۂ نورِ نبوت کا
ابد ہی اسم عالی سیّدِ عالم کی حد کا

نظر سے جو گری تیری چڑھی وہ کسکی نظروں پر
خطِ تقدیر سے رشتہ ملا ہی اس خطِ رد کا

چلا جو آپکی رہ پر چلا وہ مسلکِ حق پر
پھرا جو آپکے در سے ہوا وہ مستحق رد کا

قدر انداز قدرت لی عدم کی اُسکو چٹکی مین
ترا فرمان ہو گر ناوکِ تقدیر کو رد کا

وجوب شاہد وحدت کی جلوے زیب تن ہین
بقدر میم امکان مین عیان ہے نور احمد کا

غزل ایک اور پڑھ تعریف مین قد کی اے ناصر
کہ دل شیدا ہی محبوبِ خدا کے پاک مرقد کا

غزل

دلِ امکان ہے وابستہ تری نعتِ ممجد کا
ہے عرفان ایک گلدستہ ترے بستان مرقد کا

اڑا کر گلشنِ جنت کا خاکا خامۂ رنگین
بہار نظم مین دکھلا چمن حضرت کی مرقد کا

نہ ہو کافور کیون دنیا سے کفر و شرک کی ظلمت
مدینہ مین ہو جب فانوس روشن تیرے مرقد کا

نظر مین چڑھ گئی اہل نظر کی سرمہ بن بن کر
کیا رویا مین نظارہ جو تیری خاک مرقد کا

الٰہی کسقدر حسرت تھی اُس در تک پہنچنے کی
کبوتر بنکے اُڑتا ہی جو میری خاک مرقد کا

اگر گردون نمونہ ہی کسیکی آہ سوزان کا
تو ہی خورشیدِ محشر ذرہ تیری خاک مرقد کا

ہیولے معرفت کا حق کی وہ قبہ ہی نورانی
تماشا صورت معنی کا ہی وہ جلوہ مرقد کا

وہ عید زندگی سمجھے یہان قربان ہونے کو
کبھی گر دیکھ پائے خضر سبزہ تیرے مرقد کا

ہین اُسکو حلّہ فردوس دیبائے ارم مجھون
کفن دے مجھکو گر قسمت غلاف پاک مرقد کا

نگاہ مہر سے اُسپر خدا ہو مہربان دائم
میسّر ہو جسے نظارہ تیرے پاک مرقد کا

محیط اسکا ہی دور زمین ہے اطراف عالم پر
برنگ گنبدِ گردون ہے گنبد تیرے مرقد کا

مچی ہی دھوم جسکی جلوہ ریزی کی دو عالم مین
وہ جلوہ عالم افروزِ جہان ہے تیرے مرقد کا

خودی سی وہ خدا بنتا نہ ہرگز خودنما ہو کر
اگر نمرود کر لیتا تماشا تیرے مرقد کا

بھلا دے خودسری کو ہو کے بیخود چشم خودبینی
کری نظارہ بیخود ہو کے گر وہ تیرے مرقد کا

مسلمان و برہمن دوڑ دوڑ آتے ہین ہر سو سے
مقرر دیر و کعبے مین اثر ہے تیرے مرقد کا

پڑہا کرتے ہین کلمہ ساکنانِ عالمِ علوی
تعالی اللہ رُتبہ تیرے عالیشان مرقد کا

بنایا سجدہ گاہِ عشقِ حق نی جبہ سے در تیرا
تو رُتبہ سنگ اسود سے ہے بھاری سنگ مرقد کا

بقا کا دیکھ لیتا صاف مُنہہ آئینۂ دل مین
سکندر کاش آئینہ بناتا سنگ مرقد کا

مری تقدیر مین رفعت تھی معراجِ ولایت کی
کیا رویا مین مینے طوف تیرے سنگ مرقد کا

مین کیا نقشِ حرم دیکھون کہ خاک نقش پا ہو مین
مین کیون اسود کو چومون ہون فدائی سنگ مرقد کا

دہانِ زخم کی تنگی شگفتہ دل کو کرتی ہے
سراپا محوِ حُسن خامشی ہون تیرے مرقد کا

مجاور بنکے بیٹھون یہ تقاضاے قرابت ہے
غلاف آنکھون کے پردون سے بناؤن تیری مرقد کا

وہ محوِ دید ہون پتھرا گئی ہین شوق مین آنکھین
رہیگا حشر تک سکتے مین تکتا سنگ مرقد کا

حبیبِ حق کی آمد سی بنا ہی غیرتِ جنّت
نکیونکر شوق ہو حورون کو تیرے پاک مرقد کا

لبون پر ذائقہ ہی کلمۂ من زار قبری کا
نہین کچھ شک کہ ہی تختِ اجابت تختہ مرقد کا

عیان کیونکر نہ راز بیخودی ہو میرا عالم پر
نہان آئینۂ دل مین ہے جلوہ تیرے مرقد کا

تری روضے کی دیکھون کس طرح ہنگامہ آرائی
کہ شرقِ مہر نورِ معرفت ہی تختہ مرقد کا

سمایا چشم نظارہ مین ہون مین مردمک بنکر
کہ ہر روزن بنا ہی چشم وحدت تیرے مرقد کا

خلش کا خارِ غم کی جائے یارب کس طرح کھٹکا
ہی خارِ شوق میری آبلہ پائی مین مرقد کا

زیارت جسنے کی پائی نجات اُسنے جہنم سے
طواف اے کاش حاصل ہو مجھے بھی تیری مرقد کا

ہو طائف کعبۂ مقصود کا ناصر کا خود طائف
طواف اُسکو میسر ہو جو تیرے پاک مرقد کا

غزل تو پڑھ چکا ناصر مگر پڑھ اور بھی مطلع
کہ جس سے نام روشن تا ابد ہو فیض ایزد کا

مطلع

مرے دل مین ہوا مظہر مصحفِ روئے محمد کا
بنا ہی طاق خاطر طاق قرآنِ مجلد کا

منور تیری صورت مصحفِ ناطق کی سورت ہے
ہی ہر مو ریش کا شیرازہ قرآنِ مجلد کا

مرے دل مین ترا رخسار ہے حافظ ہون مین دل کا
کہ یہ چھوٹا سا اک پارہ ہی قرآنِ مجلد کا

کبھی گر پھوٹ کر روتا ہون یاد روئے روشن مین
تو میری چشم بنجاتی ہی چشمہ نور سرمد کا

نبی کے ہمعد وہی سین ناس و بائے بسم اللہ
خلاصہ ہی یہی اک لفظ قرانِ مجلد کا

دکھایا بے تکلف ہو کی مُنہ مضمونِ طلعت نے
اُٹھا پردہ کہ دروازہ کھلا عیشِ مخلد کا

اُٹھائی تیری فرقت کی صعوبت جسنے دنیا مین
اُٹھائیگا مزا وہ خلد مین عیشِ مخلد کا

بنا اک قطرہ جسکا علم اجمالی و تفصیلی
وہ ہی دریائے بے پایان تری فیضان بیحد کا

تری اوصاف کیونکر حیز تحریر مین آئین
احاطہ حد امکان مین نہین اوصاف بیحد کا

عطا حق نے کیا خیر الامم کا تاج امت کو — بیان کیا خیر مقدم کی ترے خیرات بیحد کا

ازل سے تا ابد گر عقل عاشر انکی حاصر ہو — نہ ہو محدود اندازہ ترے انعام بیحد کا

یہ سَل تُعطی سے اور اشفع تشفع سے کھلا عقدہ — بجیگا کوس محشر مین شفاعتہائے بیحد کا

ہوئی جو خضر کو خضرہ پہ عادت رہنمائی کی — تو وہ اک خوشہ چین ہے تیری کشت فیض بیحد کا

نبی کی گردش چشم سیہ نے پیس ڈالا ہے — یہ آوازہ برنگ آسیا ہے شوق بیحد کا

ترے ہاتون بنا دین و دنیا حق نے کی محکم — بنایا تجھکو معمار انکے ارکان مشید کا

رہا ابلیس سرکش ہر پیمبر کے زمانے مین — مگر بگڑا ترے عہد نکو مین حال مرتد کا

زمانہ کیون نہ ہو روئے زمین پر منتظر تیرا — فلک پرور رکھتا تھا مسیحا تیری آمد کا

بگولہ بنکے دی تعظیم میری خاک مرقد نے — جو آنکلا کبھی جھونکا ادھر طیبہ کے فدفد کا

تمہاری ذات اقدس حق و باطل کا ہے آئینہ — تمہاری چشم حق بین چشمہ ہے نور مجد کا

ترا مست محبت جھومتا یثرب مین آتا ہے — زبان پر ہے ترانہ شاہد حسن موبد کا

تری ذات مقدس کو ہی تکیہ ذات ایزد پر — بھروسا عاصیون کو ہی تری ذات مجد کا

گنہ اک قطرہ ہی بخشش تری وہ بحر عمان ہے — کہ اسکا موجزن طوفان ہے ماحی کوہ فدفد کا

رہا ابلیس رہ حق سے سرکش ہر زمانے مین — چلا افسون نہ تیرے عہد مین اسکی مرصد کا

اڑاتی کو بکو پھرتی ہی خاکا تیرے اعدا کا — یہی اس خاکدان مین کلم ہے صرصر کی آمد کا

کھڑی ہین بے ستون نہ آسمان پھر کیون نہ گر پڑتی — نہ ہوتا گر سہارا ان کو ذات پاک احمد کا

کلام حق زبان تیری بیان تیرا ہی ما اوحی — تعالی اللہ کیسا مرتبہ ہے ذات احمد کا

ہی مخمورِ مۓ وحدت ازل سے تا ابد اُمت
بیان اُسکا ہی یان مُلکِ بقا پر جسکا قبضہ ہی
حمائت تیری حامی ہو جو پشتِ پست فطرت کی
حصارِ عافیت مین آگئی جو عشق احمد کے
حصارِ امن کا پایہ حصین نام مبارک کو
پہنچنا منزلِ مقصود پر کیونکر نہو آسان
لیا ہے کاتبِ تقدیر کی دستِ تمنا نے
بھلا امکان مین ہو کس طرح ذاتِ پاک کا سایہ
معنون ہے نبی کی معرفت عنوان عرفان کی
حقیقت گوہرِ جان کی ہی کیا بازار طیبہ مین
مہِ نو بنکے آئینہ جو بامِ چرخ پر چمکا
نکیون احوال کہون اُسکو بتاۓ جو ترا ثانی
سویدا اُسکا جا چمکا ستارا بنکے گردون پر
شبِ اسرٰے سماۓ تھی نبی یون چشم قربت مین
اطاعت کو تری طاعت خدا کی ہم سمجھتے ہین
ازل مین لوح و خامہ کو سیاہی کی ضرورت تھی
پڑھون وہ مطلع روشن کہ وجد آئی ملائک کو

یہ تیری چشم ہی یا دور مین ہے جام سرمد کا
رہا دارِ فنا مین ذکر ذو القرنین کی سد کا
کرے دیوارِ خاکی کام ذو القرنین کی سد کا
حصار اُنکو حباب آسا ہی ذو القرنین کی سد کا
یہان مسدود ہی دروازہ ذو القرنین کی سد کا
ترا نقشِ قدم جب پیش رو ہی خضر مقصد کا
برنگ دائرہ مرکز مین نقطہ تیرے مقصد کا
ہیولیٰ صورتِ تصویر ہے روحِ مجرد کا
احد ظاہر ہو گر کھلجاۓ عقدہ میم احمد کا
یہان بے مول ملتا مال ہے خُلدِ مخلد کا
شبِ اسرےٰ پڑا تھا عکس ابروے محمد کا
کہ یکتا ہی مرقع تیری شانِ حُسن سرمد کا
ہوا جس سر مین سودا تیری گیسوۓ مجعد کا
دلِ عارف مین جیسے جلوہ گر ہو نور ایزد کا
یہی منطوق ہی قرآن کے ارشادِ موگد کا
عطا حق نے کیا سایہ تری ذاتِ مُمجد کا
دکھادون منکرون کو معجزہ نعتِ محمد کا

مطلع

مین دلدادہ ہون رنگ آمیزیٔ گلزار احمد کا | نہ احمر کا نہ اصفر کا نہ ابیض کا نہ اسود کا
نکیون کوئے رسول اللہ رشک باغ جنت ہو | گزر ہے یان نہ ملحد کا نہ مشرک کا نہ مرتد کا
احد ظاہر ہے احمد سی عرب سے رب ہویدا ہے | ملا مطلق کے ہاتھون آئنہ نور مقید کا
چراغِ خانۂ وحدت بنایا تو نے کعبہ کو | جہان مین نام روشن کر دیا توحید اوحد کا
نہ ہو کیون مائلِ خواب پریشان حاسدِ نادان | کہ بیخوابی ہی آئینہ یہان ہر چشم مرتد کا
پریزادانِ دلجو مظہر انوار احمد ہین | گلون کے بھیس مین جوبن عیان ہے باغ سرمد کا
عجب اٹھکھیلیان کرتی ہماری روح چلتی ہے | ہی جادہ تیرے روضے کا فتیلہ شمع سرمد کا
صدائے خندۂ گل کیون نہ شور صور محشر ہو | تماشا جلوہ آرا ہے کسی سرو سہی قد کا
تعلّی تیری شان عرش آرا کی بیان کیا ہو | مکان و لامکان مفرش ہی جسکی فرش مسند کا
نظر آیا جسے اسکو نظر کون و مکان آیا | عجب معجز نما ہے آئنہ رخسار احمد کا
صدف کی آنکھ مین موتی کا پانی رشکِ حسرت ہو | اگر ہو منکشف نکتہ دُرِ دندان احمد کا
پڑی ہتی پراگندہ کتابِ عالمِ امکان | تری بعثت سی شیرازہ بندھا ہی اس مجلد کا
یہ طفل اشک گھر سے چشم کی باہر نہ نکلا تھا | بتایا راستہ کسنے اسے یثرب کی سرحد کا
کوئی کیا کر سکے علم نبی کی کشف ماہیت | کہ اسکا علم صورت ہے ہیولیٰ سر سرمد کا
نکیون الفقر فخری فخر سے زیب روائت ہو | جب اس سے فخر ہے نوع بشر کے جدّ امجد کا
زبان ہر لحظہ صرفِ حمدِ خلّاق دو عالم تھی | دہن بھا اک دہانہ تیرا دریائے ممجّد کا

ادب سے محفل نعت رسول اللہ مین آ کر — وہ سن اشعار جو روحہ ہین ریحان مجد کا

پڑھون اب مطلع چند ایسے ناصر وصف حضرت مین — ہو جنکی رفعت مضمون سے نیچا فرق فرقد کا

مطلع

کھنچا جب دائرہ مطلع مین بسم اللہ کے مد کا — رکھا نعت نبی کی تاج سر پر حمد امجد کا

نکیون ہو چار عنصر مین ہیولی نور احمد کا — کہ مظہر ہی خدا گانہ ظہور حسن سرمد کا

کسی معجز بیان سے کیا بیان ہو اس سہی قد کا — کہ بیت اللہ حق نے نام رکھا جسکے مولد کا

ہے منظور ازل نقشہ ترے سرو سہی قد کا — بجا ہی قمریون مین غل ہو گر نور مجرد کا

زمین و آسمان مین شور ہے میلاد احمد کا — مکان و لامکان مین غل ہے اس نور مجرد کا

لکھون صل علی کیا وصف ذات پاک احمد کا — کہ ہی روح الامین اک طفل اسکو درس ابجد کا

دکھائی گر خدا جلوہ گل رخسار احمد کا — تو بنجائے حجاب نور پردہ چشم مرتد کا

مہر کیا ہی آئینہ ہی حسن پاک ایزد کا — ہی حیرت آشنا نظارہ اک اک خال کا خد کا

ہوا رخ عالم بالا کی جانب جب سے احمد کا — وظیفہ کر لیا ہے جبین کا مہر نے خد کا

مہ نو کیا ہی مصرع بیت ابروے محمد کا — کہ گھٹنا اور بڑھنا ایک جوہر اسکے ہی خد کا

مین سمجھا ایک چھوٹا سا شرارہ مہر محشر کو — نظر آیا مجھے جلوہ جو تیرے آتشین خد کا

ترے روضہ کی دلدادہ کاخ گردون بھی مقلد ہے — ستارون مین ہے نقشہ زائرون کے خال و خد کا

شب دیجور کا کیا کیا نہ توڑا کفر عارض نے — چراغ روشن اسلام ہے جلوہ تری خد کا

مرے دل مین سراپا کی ترے تصویر اتر آئی — سویدا آئینہ ہی میرا تیرے خال کا خد کا

مری مژگان ترسی کیون نہ چشمک اُسکو ہو ہر دم
کہ ہی سرچشمہ کوثر بھی چشمہ میرے مورد کا

مساجد مین ترے سجدے سے ساجد کا بڑا رتبہ
محامد سے ہوا محمود حامد حمدِ ایزد کا

برنگ شعلہ جوالہ ہے تارِ نفس قربان
لبِ مضراب دل پر نغمہ ہی نعت محمد کا

جُھکا آدابِ دانی مین تو اُٹھا نعت خوانی مین
لیا بوسہ قلم نے نام جب لکھا محمد کا

نبات و شہد و شکر ہے کہ یہ قند مکرر ہے
لبین بندھتی ہین جسدم نام لیتا ہون محمد کا

دلِ امکان نکیون حلقہ بنے مُہرِ نبوت کا
یہ وہ خاتم ہے جسپر نقش ہے نام محمد کا

ترے دم سے ہی زینت عالم علوی و سفلی کی
ہر اک نقشِ قدم سے نام روشن ہی اب و جد کا

برنگ دانہ سُبحہ رُسل سب تیری پیرو ہین
تری تقلید کے رشتہ مین رشتہ ہے اب و جد کا

قیامت تک بھی گر تشنے پئینگے آبِ رحمت کو
کبھی پانی نہ ٹوٹیگا ترے چاہ مجد کا

عیارِ حق و باطل کا محک ہے سنگ در تیرا
کُھلا ہی حال یان صدیق کا زندیق و مرتد کا

جو ظن مین بھی کہی ممکن نظیرہ شاہِ بطحے کو
الٰہی کام ہو تیغِ اجل سے ایسے مرتد کا

نکیون ہو منفعل غافل ترے افعال معجز سے
ہی اُسکی قوۃِ فعلی مین بالقوۃ اثر رد کا

ترے ثانی کا آیا کچھ تصور جب مصوّر کو
تو خود نقشے نے کھنچکر دل پہ خط کھینچا ندارد کا

تری چشمِ سخنگو نے جو کی تعلیم کم گوئی
غبارِ دشت سُرمہ بنگیا حلقوم ہر دد کا

ترے لب کا تبسم ہے کہ راز غیب کا کُھلنا
تری گیسو کا کُھلنا ہے کہ حل عقدِ معقد کا

نکیون میراث مین تو خلتِ مطلق کا وارث ہو
خلیل اللہ جب ہے نام ترے جدّ امجد کا

قضا ہنسکر تمہارے گوشۂ ابرو سے کہتی ہے
اشارہ کام کرتا ہی ترا لاریب چلقد کا

کروڑوں ہین اکائی سی بھی کم دربار احمد مین
بھلایاں ذکر کیا انعام مین سو لاکھ سو صد کا

گرہ کھولی ہی جعد غم کی تونے ناخن پا سے
ہی تیرا ناخن پا یا مہ نو چرخ سرمد کا

حجاب نور ہے ہر رشتہ تیرے پردہ رخ کا
شب قدر مبارک نام نامی تیرے مولد کا

اکائی سی احد کی ہین عدد اعداد ہستی کی
مُعِد ہو کیون نہ میم احمد کا اعداد معدد کا

سبق پڑھنے پہ ابجد کی نکیون ہر طفل ہو شیدا
ہی دال آخر مین احمد کی الف اوّل مین احمد کا

یہ کیف مدّ ظل کیا آبروئے بیت ایزد ہے
کہ باب نعت پر پردہ ہے بسم اللہ کی مد کا

نگاہ قہر نے بدلی وہ تاثیرات اشیا کی
عدو کے فرق پر تیغا کھنچا آرام کے مد کا

نبی کے مصحف رخ مین ہے ابرو آیت سجدہ
سرِ جد پہ ہوگا تاج بسم اللہ کے مد کا

ریاض ہشت جنت اک تماشا تیرے روضے کا
قباب ہفت گردون اک گلشن تیری گنبد کا

ترے روضے کی جالی گر پکڑ کر آنکھ دکھلائے
تو دھوکا ہو ہر اک روزن پہ چشم شیر فدفد کا

ترے میم دہن پر مدّ بینی مدّ قرآن ہے
ہی پردے مین تبسم کے معمّی میم احمد کا

سناؤ حضرت ناصر کوئی پُرزور وہ مطلع
کہ ہو عسّاد پر ثابت تمہارا زور آمد کا

ہی بیت اللہ کو بھی رشک کلک نعت احمد کا
کہ بیت نعت کا ہر رُکن گلدستہ ہے گنبد کا

زمین شعر گویا باغ ہی اُس شاہِ امجد کا
کہ جسکی ذات اقدس آسمان ہے اوج سرمد کا

نمونہ نخل طوبی ہی مرے خامہ کی رفعت کا
ید بیضا کرشمہ ہی مرے معجز نما ید کا

طبیعت نے دکھایا ہی مری وہ رنگ اعجوبہ
کہ ہر نخل گلستان بنگیا شجرہ زبرجد کا

مقابل میرے آئے کیا کسی کی تاب و طاقت ہے
مجھے طغرے ملا ہی حق سے اوصاف محمد کا

لکھا ہی قافیوں میں بیشتر نام مبارک کو
نہ لکھتا کس طرح عاشق ہوں میں نام محمد کا

مری بزم تحدی معرکہ ہے حق و باطل کا
مری تحریر عالی صاعقہ ہے خرمنِ بد کا

نگاہ گرم سے اپنے کروں گر قلب ماہیت
تو رشک آتش یاقوت ہو پانی زمرد کا

نکیوں تعویذ اوراقِ قصیدہ کا ہو بازو پر
ید اللہ حق نے رکھا نام بازوئے محمد کا

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر شمعِ ملت ہیں
ہی انکے دم قدم سے نام روشن بزم احمد کا

زمینِ شعر پر میری فلک کیونکر نہ قربان ہو
مرے ہر بیت میں جلوہ ہی ایوان زمرد کا

بڑھایا وہ زمین شعر کو نعتِ پیمبر نے
ملا بیٹھا ہوں گوشہ لامکاں سے نعت کی حد کا

بنا آدم کی دستارِ خلافت کا وہی طرہ
چڑھا خامے کی نظروں پر کوئی مضمون جو گنبد کا

زبان مفتاح گنج حق ہی دل کنزِ معارف ہے
مرے منعم یہ صدقہ ہی تری انعام بیحد کا

تبسم میں جو نسبت دی ہی روئے پاک کو گل سے
شگوفہ ہی یہ میری طبع گردوں سا کی آمد کا

مری طبعِ رواں کی بحر کا جب شور سنتا ہے
تو زہرہ آب ہوتا ہی فوراً موج زبد کا

ہی عرش و فرش پر غوغا مری طبع مُزکّی کا
ہی جنّ و انس میں شہرہ مرے فکر ممجد کا

تصور نے ترے عارض کے ایسا دل کیا روشن
کہ مجھ پر حال روشن ہو گیا ہر نیک اور بد کا

زبان ہے ذوالفقارِ حیدری وصفِ پیمبر میں
برنگِ لالۂ احمر ہے پھل تیغِ مہنّد کا

سمجھتا کیا ہوں میں کین توزی جہاں بین کو
گدا ہوں بارگاہ خاص سلطان مؤیّد کا

ملاحت کا سخن کی شور ہے شیریں زبانوں میں
نہیں اس تیغ کو ڈر سختیِ شاخِ طبرزد کا

بیاضِ نعت کے اوراق اوراق زمرد ہین
تر و تازہ چمن ہے یان مضامین مجدّد کا

فلک سا ہے زمین اشعار کی حجتِ فصاحت مین
زمین شعر کا ہر رکن ہے ایوان زبرجد کا

ترے درسِ ثنا مین ہمسبق روح الامین کا ہون
مجھے حق سے ملا لٹکا کلیدِ قفلِ ابجد کا

جو منکر ہین وہ کٹتے ہین تری تعریف ابرو سے
زبان مین آگیا میری اثر تیغِ مہنّد کا

نکیونکر مردم دیدہ سے مجکو بدگمانی ہو
کہ پردہ آنکھ کا پردہ بنا ہے نور سرمد کا

کرونگا گلشن اطلاق مین گلگشت وحدت کی
مکان بے قید ہوگا طائر روح مقیّد کا

برنگ برگ گل وا ہونگے لب آغوش محشر مین
مری آغوش مین ہوگا قصیدہ نعتِ احمد کا

سیاہی دیدہ اہل نظر کی لیکے لکھا ہے
قصیدہ ہے مرا یا سلسلہ زلفِ مسود کا

بدائع اور صنائع سے بھرا ہی شعر شعر اسکا
نہان ہر رکن مین مصرع کے ہے اعجاز آمد کا

حصارِ طبع نے اُس سرزمین سخت کو گھیرا
نہ تھا جسپر محل اک بیت کی موزونیِ حد کا

غریقِ بحرِ رحمت ہی تمہارا جو ثنا خوان ہے
وہ ہے مقہورِ ایزد نام جسپر آگیا رد کا

لگاؤ تازیانہ اسکے سر پر زلفِ مشکین کا
کوئی نعم البدل بھی ہو نگاہِ شوق بیحد کا

نہان ہر موئے تن مین بسکہ اوصاف پیمبر ہین
صریرِ کلک آوازہ ہی نعتِ پاک احمد کا

تجلّی زار ایمان کہتے ہین سب اس قصیدہ کو
طفیلِ نعت چمکا ہے ستارا میرے مقصد کا

ہوائے شوق یثرب مین پر پرواز کھولونگا
دکھاؤنگا تماشا خلد کو روح مقید کا

مجازات سخن مین چونکہ اسنادِ حقیقی ہے
تکیگا منہہ ہر اک مسند الیہ اب میرے مسند کا

نہین رکتے ہین آنسو ضبط کا قابو نہین چلتا
کھلا جاتا ہی سب پر قصہ راز عشق احمد کا

چڑھے اشعار اہلِ قال کے اوراق باطل پر — ہی اہل حال مین غل میرے اشعار مجدّد کا

پُرانے جو مضامین تھے گئے سب دور چُن چُن کر — ہی استعمال وارد کی جگہ حرف ندارد کا

ہوئے مداح سب روم و حلب مین چین و ماچین مین — نیا نقشہ ہی لیکن میرے اشعار مہنّد کا

دکھاؤنگا تماشا حُسن عالمگیر کا دل کو — نگاہِ شوق سے محفل مین کھیلونگا پھری گد کا

جو مدح لعل لب مین شعر ہی وہ لعل خندان ہے — سخن توصیف عارض کا ہی یا جوہری یہ خد کا

حقیقت ریز صورت ہے معارف ریز سیرت ہے — شعار اہل دل ہے طرز ہر شعر مجدّد کا

لکھے ہین اس مین مضمون تیری چشم مستِ وحدت کے — قصیدہ کو مرے کہتا ہی زاہد دیر موبد کا

قلم اک شاخ طوبیٰ ہی ورق خورشید محشر ہے — بیاض نعت پر کیا جلوہ گر ہی معجزہ ید کا

کھلایا ہی زمین نعت مین اک پُر فضا گلشن — مٹایا لوح سے تنجیم کی ہر نقش مرصد کا

نیا نقشہ دکھایا نعت کا فیض طبیعت نے — جہان مین غل ہے طبعِ آسمان پیما کی آمد کا

نکیون عینِ عروسی چشمہ مہر تجلّی ہو — برنگ نیر اعظم ہے عالم مہر آمد کا

مقولاتِ عشر کو جو بتائین عشر اور عشرہ — وہ کیف و انفعال و فعل کو منقسم کہین حد کا

عدد بتّیس ٣٢ اشعار ہی جو ہین شعرون کی بحرون کے — حباب آسا ہے نقشہ میرے موج بحر آمد کا

نکیون غرق ندامت ہو سخن ہر سیت فطرت کا — کہ جوش فکر معنی ریز ہے طوفان نربد کا (نام دریا)

نہ جو تحقیق کو سمجھین نہ جو تدقیق کو جانین — کرین دعویٰ وہ کس منہہ سے مضامین مجدّد کا

خرم اور خرم کی معنے ہین ہون حیران و سرگردان — نہین معیار کیا سیم و زر آورد و آمد کا

کہین تعقید کو تاکید اور مالوف کو ماؤف — کہین ہم معنیِ لفظی مجعد کو معقد کا

نہ سمجھین جو کہ لفظ اعتراض و عرض کی معنے — کرین وہ اعتراض اشعار پر یہ کام ہے دد کا
وہ کیا سمجھین مرے اشعار کے رمز و کنایہ کو — وہ کیا جانین کہ یہ اعجاز ہے نعت محمد کا
نکیون جہل مرکب مین پھنسے وہ جاہل خودسر — نکیون بے دال کا بودم ہو نام اس حاسد بد کا
نکیونکر فخر بے فی کا کہین اہل سخن اسکو — نکیونکر سنگ بے نون نام رکھین ایسے مرتد کا
مذمت کو مری جو ہیچیا وصف پدر سمجھے — وہ سمجھے بی ادب کیا داب آداب مسجد کا
معاذ اللہ ایسے حاسد بدبخت خودبین سے — حسد مین کھا کے پیچ و تاب جو ہمسر ہے اسود کا
گرائے کیون نہ آنکھون سے اسی غیرت عزیزونکی — نکیونکر دو جہان مین منہہ ہو کالا ایسے مرتد کا
اگر مومن ہو سچ سمجھو مرے رنگ تکلم کو — مسلمان ہو تو مانو حکم عشاق محمد کا
لکھا ہی مینے وہ جو میری چشم دل پہ ظاہر ہی — نہ نیرنگ خیالی ہے نہ بازیچہ ہی آمد کا
مجھی ہو جسقدر دعوے وہ سب زیبا ہی آتا صر — کہ ہون مداح محبوب خدا کی ذات امجد کا

دعائیہ اشعار

الٰہی اپنی فضل و وسعت رحمت کے صدقے سے — بنادے دل کو آئینہ شبیہ پاک احمد کا
الٰہی بزم محشر مین نہ ہون شرمندۂ عصیان — تصدق پنجتن کا اور صدقہ آل احمد کا
نہ آئے بھول کر بھی یاد خوف ظلمت مرقد — وہ دل مین جلوہ گر ہو داغ سوز عشق احمد کا
نماز دل ادا کرنے مین پیغام قضا آئے — مرادم جائے دم بھرتا ہوا نام محمد کا
رہی خلوت گہہ قربت مین بانیرنگی جلوت — گزر جب عالم مطلق مین ہو روح مقید کا

نہ کا وشہاے اعدا سے کبھی اک بال ہو بیکا ‌ ‌ ‌ مری لخت جگر نور البصر فیضان احمد کا

حصارِ عافیت مین لیجیئے فیضان احمد کو ‌ ‌ ‌ اثر کچھ ہو نہ اُسپر گردش چرخ مشعبد کا

عدو اُسکا ہو سوزِ داغ غمسے جلکے خاکستر ‌ ‌ ‌ حسودِ نا سزا مر ہون ہو غمہاے ممتد کا

رہے وہ جاگتا جیتا مری آغوش شفقت مین ‌ ‌ ‌ کلام اللہ کا حافظ ہو عارف سرّ سرمد کا

اُٹھایا جیسے بیت اللہ سی اصنام کو تو نے ‌ ‌ ‌ اُٹھا دے یون ہی دل سی میرے دخل ابلیس مرتد کا

مجھے وہ آگ دے یارب تو نور عشق احمد کی ‌ ‌ ‌ کہ خرمن جلکے خاکستر ہو دل کی خواہش بد کا

مین بیگانہ یگانون سے بنون تیری محبت مین ‌ ‌ ‌ تعلق مین ہو حاصل کیف دل کو حرف مفرد کا

نظر بھر کر اگر اے سرو خوبی دیکھ لون تجھکو ‌ ‌ ‌ ملے کچھ ثمرہ باغ دہر کی آمد برآمد کا

رلاؤ گے کہانتک وعدہ دیدار فردا مین ‌ ‌ ‌ ذرا آج آکے نقشہ دیکھ لو چشم عرمد کا

دہانِ یاس وا رہنا ہی دل کا تیری فرقت مین ‌ ‌ ‌ کوئی مرہم نہین جز وصل ایسے زخم ممتد کا

قطعہ تا دو شعر

خدا مداح تیرا ہے تو عالم تیرا شیدا ہے ‌ ‌ ‌ نہین پہلو رہا باقی کوئی حسن خجشامد کا

مگر تیری شفاعت اور فضل ایزدی سُنکر ‌ ‌ ‌ کلیجا بڑھ گیا ہی ہاتھ بھر ہر نیک سے بد کا

وہ شیدا ہون کہ ہوتا ہون فدا ہر بات پر اُسکی ‌ ‌ ‌ مین سُن لیتا ہون جسکو والہ و شیدا احمد کا

مین شغل احمدی کو اس طرح کرتا ہون دُوجان ‌ ‌ ‌ بوقتِ صبح کرتے جس طرح ہین شغل انحد کا

نظر مین گو ہی دلکش وعدہ قالو بلیٰ میری ‌ ‌ ‌ مگر تجھپر نظر ہے۔ ذکر وعدے کا نہ موعد کا

پہنچ ای شہسوار لی مع اللہ راہ تکتا ہون ‌ ‌ ‌ ہو طے اللہ ہو سے سلسلہ آمد برآمد کا

کسی کو اپنے تقوے کا کسی کو زہد و طاعت کا
صراطِ حشر پر مجکو بھروسا ہے محمد کا

چلوں یثرب کو پائے سر سے جذبِ عشق رہبر ہو
کروں نظارہ رہ رہکر ترے قصرِ زمرد کا

کہیں جاروب کش خدام دو لت مجھکو ہنس ہنسکر
غبار پاک جھاڑوں جب مزارِ پاک احمد کا

برس چالیسواں ہے عمر کا ای فرقت طیبہ
بھلا کچھ انتہا بھی ہند مین مجھسے مقید کا

اُٹھا کر بسترِ غم سے دکھا دو گر رُخِ روشن
تو عالم اور ہی ہو جائے میری چشم مُرمد کا

اِدھر سر آستان پر ہو اُدہر ہوں پاؤں جنت مین
اِدہر نعرہ ہو فرقت کا اُدھر عیشِ مخلد کا

مروں جب مصحفِ رُخ پر نظر ہو کان باتوں پر
زبان و جان و دل مین نور رہو اشغال احمد کا

ملے گلدستۂ مدحت کا ثمرہ باغِ عقبےٰ مین
نہیں مین گلشن دنیا مین خواہان کاخ عسجد کا

نکلجائین الٰہی جلد یہ ایام گردش کے
کروں گردوں نکطرح مین بھی طوف مرقد کا

الٰہی جب تلک دنیا مین فکر عشق و اُلفت ہو
رہے جبتک کہ لب پر تذکرہ حُسنِ محمد کا

تعلق تا رہے دنیا مین موجوں سے سمندر کو
تماشا گاہ دریا جب تلک ہو جزر اور مد کا

ہوتا تشبیہ گیسوئے صنم کی مشک اذفر سے
رہے تا دور بزم پست فطرت مین خوشامد کا

سخن سنجان عالم تا سخن سنجی پہ ہوں مائل
کہیں خال سیہ کو اہل دل تا دانہ کنجد کا

رُخ محبوب کو تا گُل کہیں اور چشم کو نرگس
زبان پر سلسلہ جبتک ہو گیسوئے مجعد کا

زبان پر واعظوں کی تا ہو خلد و نار کا نعرہ
منافق کیلئے فی النار کا ہوتا بھری گد کا

پھرے محور پہ تا پر کار آسا گنبد گردوں
رہے قطب فلک کے زیر پا تا فرق فرقد کا

رہین جبتک کھنچے قوسِ قزح کی چرخ پر بازو
رہے تا ثور و عقرب زائچہ برج مشید کا
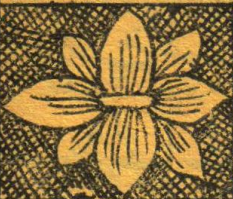
زمانے کی زبان پر وصفِ ذاتِ پاک احمد ہو
جہان ہو تابع فرمان اسلام محمد کا
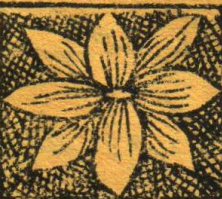
بتاریخ دوم جمادی الاول سنہ ۱۳۲۰ ہجری یوم پنجشنبہ بر کوٹھی نواب محمد صادق علی خان صاحب
رئیس پاٹودی ضلع گوڑگانوہ تحریر یافت

ابو الفیضان ناصر الاسلام محمد شفیع ناصر رامپوری حصل اللہ مرادہ

در منقبت غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت سیدنا سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز از تصنیف مصنف قصیدہ

در رہِ فقر و فنا ناصر شہ بحر و برم — تا ہوائے شیخ عبدالقادر است اندر سرم
ہست دائم در طوافِ کعبۂ کویش دلم — در رہِ صدق و صفا این است حجِ اکبرم
چشمۂ چشمم روان تا در فراق کوئے تست — میگزد رضوان لبِ حسرت زحوضِ کوثرم
زار زار آوردہ ام بر درگہت روئے نیاز — آب رحمت ہر زمان میریزد از چشمِ ترم
سالہا سال ست محروم ازان رو مردہ ام — جلوۂ جان پرورم بنما کہ تا جان پرورم
اے صبا از من بعبدالقادر جیلان بگو — سوختم اکنون بیا بر بادہ خاکسترم
مردم از غم الغیاث اے غوثِ اعظم الغیاث — وقت آن آمد کہ بنمائی جمالِ انورم
گر نمی سازی زعینِ مرحمت سویم نگاہ — زود بینی کاندرین عالم نبینی دیگرم
از ہہ روئے تو دل مثل کتان شد چاک چاک — روئے خود بنما وگرنہ خرقۂ جان میدرم
سوختم از آتشِ غم شد تنم انگشت سان — جسمِ من گویا لباسِ ماتم آمد در برم
در تپ و تابم زغم از روئے رحمت یک نظر — میخورد خونم چو من خونِ تمنا میخورم
لیلیِ بغداد زود از پردۂ محمل در آ — ہمچو مجنون در فراقت روزگارے میبرم
آفتابِ جلوہ ات از مطلعِ صدق و صفا — گر شود طالع شود طالع ہمایون اخترم
یکدم اے سروِ خرامان یکقدم از راہ لطف — بر سرِ صد قمم بنہ آخر ہمان خاک درم
میکنم ختمِ سخن تا چند گویم حال زار — اشک میریزد قلم در نالہ آمد دفترم

گر گناہی رفتہ باشد در خور بخشیدن است
چیست در پیش کرمہائے تو چرخ نا سزا
ہفت دریا ناودانِ چشم گریان من است
ابر دودِ آہ باشد برق سوزِ قلب من
مجمرِ آتش درونم اشک گرمم اخگر است
در بیابانیکہ می بینی جبال اندر جبال
نیست گیسوئے سیہ بر عارض تابانِ او
آنچہ در عالم تو مے بینی زانوار شہود
تا خموشم کرسی و عرش است در بندِ سکون
از کمالِ بیخودی در خود خدا را دیدہ ام
من چہ خوانم قصۂ موسیٰ و ابراہیم را
نالۂ من رستخیز آرد بجان رستخیز
صابری و قادری ہستم قلندر مشربم
زاب مے غسل و وضویم سجدہ ام زُ نادان
آنچہ گفتم یافتم درسے ز تعلیم ازل
از رجارِ جنت و بیم سقر وارستہ ام
تا نداری یک دل و یک چشم در دیر و حرم
جنگ ہفتاد و دو ملت خامی تعلیم تست
یا محمد ناصرم ادنےٰ غلامِ درگہت
عذر بہ پذیر و بنہ از لطف تاجے بر سرم
المدد یا غوثِ اعظم صاحب عفو و کرم

وله

دودۂ نہ چرخ دودِ قلب بریانِ من است
بانگ رعد اندر فراقش سوز و افغانِ من است
عنصرِ آتش بخارِ منفعل جانِ من است
تودۂ خاکستر ے از جسم سوزانِ من است
این صباح و لیل نورِ دین و ایمانِ من است
لمعۂ از مہر عالمتاب فیضانِ من است
ورنہ خونِ ناحقِ ملکوت بر جانِ من است
خود خدا گویم چو خود را در خور شانِ من است
جلوۂ طور و خلیل اینک بدامانِ من است
این ہمہ تاخیر در بخشش ز احسانِ من است
مذہبِ من حق پرستی بیخودی جانِ من است
حلّتِ این جملہ شرعاً رہنِ برہانِ من است
این نہ جستِ توسنِ طبعِ سخندانِ من است
مے پسندم در پسندش ہرچہ شایانِ من است
کے رسی در پیشگاہ آنکہ سلطانِ من است
وحدت حق شو ہمین علمم دبستانِ من است
کیست کو جز تو بچشم لطف پرسانِ من است

تضمین بر غزل امیر خسرو علیہ الرحمۃ از مصنف قصیدہ ناصر

نخلِ چمن پیرائے تو جوید ز طوبیٰ برتری
سروِ سہی بالائے تو با سدرہ دارد ہمسری
آن چشم معجز زائے تو سر کردہ سحر سامری
اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری
ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری
اعجاز جادو پیکری تو ساحری یا سامری
وز شیوۂ جادوگری از سحر و افسون ابری

رفتارِ تو کبکِ دری ہنجارِ تو رشکِ پری · بل از پری چابک تری وز برگِ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

اندر چمن زار تنم چون داغِ دل خندان شدی · در باغِ خندانِ تنم نسرین شدی ریحان شدی
در غنچہ دلہائے ما نگہت شدی پنہان شدی · من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

لوحِ قضا سیمائے تو حرز امان طغرائے تو · بر فرقِ خوبان پائے تو اقلیم جان ہا جائے تو
حسنِ ازل ماوائے تو مہ مستنیر از رائے تو · عالم ہمہ یغمائے تو خلقِ جہان شیدائے تو
آن نرگسِ شہلائے تو آورد رسمِ کافری

ہستی تو ممدوحِ خدا نعتت نگنجد در قلم · مثلِ تو چون مثلِ خدا بیرون نیامد از عدم
ہند و حلب چین و ختن ملکِ عرب ملکِ عجم · آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزِ دیگری

تا در دلِ شوریدہ سر عکسِ رخت شد جلوہ گر · چشمم نیفتادہ دگر بر شاہدانِ سیمبر
از آتشِ حسنت شرر در مہر و مہ جن و بشر · ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

بلبل بصد رنج و عنا در وصفِ حسنت نغمہ زا · پروانہ در شوقِ لقا آتش زدہ سر تا بپا
ناصر اسیر است و فدا ہم بیکس و ہم بے نوا · خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہرِ خدا سوئے غریبان بنگری

تضمین دیگر بزبان اردو

حورین ارم مین جا چھپین اور قاف مین جن و پری · زہرہ حیا مین غرق ہے اور چھپتی ہے مشتری
آئے جو تیرے روبرو گل ہو چراغِ خاوری · اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری
ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری

تو وہ ہے جسکے ہونٹھ سے کملائے گلبرگِ تری · تو وہ ہے جسکی چال سے بھولے چلن کبکِ دری
تو وہ ہے جسکے حسن کے پروانے ہین جن و پری · تو از پری چابک تری وز برگِ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

وہ بھی زمانہ تھا کوئی جنت مین جب رہتے تھے ہم · فردوس کو دیکھا بہت دیکھے بھی باغِ ارم

غلمان کا نظارہ رہا حوروں سے تھی صحبت بہم
آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزِ دیگری

دیکھیں قمر آجلے تو خورشید منہہ دکھلائے تو
زہرہ زمین پر آئے تو ہر جبیں شوخی لائے تو
دیکھیں تمہیں شرمائے تو یہ حسن صورت پائے تو
عالم ہمہ یغمائے تو خلق جہان شیدائے تو
آن نرگس شہلائے تو آورد رسمِ کافری

یوں ذرہ سے خورشید تک ہیں اک ادا میں جلوہ گر
کوئی صبیحِ دلربا کوئی ملیحِ عشوہ گر
عشوہ بھی ہے غمزہ بھی ہے خوبی بھی ہے سب کچھ ہی پر
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

اب ساربان فکر کی آتی نہیں بانگِ حُدی
دل میں نہ سودا ہی رہا باقی نہ فکرِ لا بُدی
جو کچھ خودی تھی مٹ گئی طاری ہوئی جب بیخودی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

تجھکو خبر کچھ بھی نہیں کیا ہے ستم اے دلربا
عالم ہے تیرا مبتلا اک خلق ہے تجھپر فدا
یہ ناصر بیچارہ بھی چوکھٹ پہ تیری آپڑا
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہرِ خدا سوئے غریبان بنگری

در منقبت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام از تصنیف مصنف قصیدہ

صبحدم چون رخ جو ادث کدہ فتنہ و بیم
رہ کشودم بہ تجلی گہ انوار قدیم
دیدم آزاد گہرہائے فروزان پیکر
صورتِ جملہ بالواح ولایت ترقیم
پیکرے با حشم و جاہ بہ چشم آمد
تاج قربت زدہ بر تارک عز و تکریم
اندران جلوہ گہ نور نخستین گوہر
زرہِ مہر بفر مود و ہم از لطف عمیم
شو شناسنج ولایت کہ ولی مطلق
جلوہ فرما است درین بارگہ ناز و نعیم
آنکہ چون داد چنین پایہ ورا ایزد پاک
شاہ مردان پئے اعزاز بجو انداز تکریم
ہم بلطف و کرمش گفت نبی باب علوم
اندرین پایہ مگر نیست ورا ہیچ سہیم
مے درخشد بر افلاک ہزاران انجم
نور شان جلوہ حسن است و مدار تنجیم
قوت دست تعالیٰ ز ازل تا بہ ابد
شاہ اورنگ ولائت بجہان ملک تسلیم

فرخا بخت ہمایون و فروزان اختر
شد چو آوازه اش آوازهٔ گوش ہوشم
فیض قدس است کہ از کلک چکانم بہ ثنا
زہ بیچ تو بدستم چو عصائے موسے
چمن دہر شود رشکِ بہار جنت
بار احسان و فور تو بدوشش فغفور
شب تاریک دہد جلوهٔ روز روشن
گر از گرد رہت شمس ستاند اکسیر
در رہت سبزه بروید چو رہ حضرت خضر
ہرمز آسا نظر سعد شود کیوان را
ہیچ ناید بہ نظر جز شرف طالع تو
خادم آسا کمر از منطقه بربست فلک
چرخ را دورهٔ درگاهِ تو بخشد اوجے
بہ ضیا بخشی عالم ز فروغ قدرت
شده با این ہمہ وسعت کرهٔ نہ افلاک
دہر را گوہر ذات تو سہیل تابان
کام بخش دو جہان شاہ شہان فخر زمان
داورِ بدر قدم سرور برجیس شیم
چرخ گردون بوقارت چو قوی پشت شود
ننماید ز تغیر اثرے در عالم
دانش آموز عقولی گہر آرائے علوم
گرہ کشائی در فیضان دبستانِ کمال
وہم تدقیق بخشی چو رواج تفریق
سرفرازد اگر از عقل تو عقل عاشر
سافل از نسبت رائے تو عقولِ عالی

قطعه

کلک تقدیر چہ خوش کرد بنامش تقویم
بفشاندم بہ بحیت دُرر از طبع سلیم
مگر از یُمن تو افزود چنین جاهِ جسیم
نئے کلکم شده سرسبز بگاه ترقیم
بہ برد نامیه از گلشن مہرت چو نسیم
کہ بہ چین میرسد از نافهٔ خلق تو شمیم
پرتو حسن تو گر کسب کند شمع حریم
گرچہ در بوتهٔ کان این ہمہ دار د زر و سیم
بخت سبز است کہ گل کرد چو گلہا ز نسیم
بنویسی چو بہ حرکات فلک را تقویم
چو نویسند ترا ز انچه اہل تنجیم
کہ ز خورشید زند چتر ترا از تعظیم
شمس را شمهٔ کاخ تو فزاید تکریم
ذرهٔ راهِ تو بر مہر نماید تقدیم
مرکز دائرهٔ جاه تو چون نقطهٔ جیم
رنگ و بوئے ز شرف یافته مانند ادیم
ماه حق غیرت خورشید بجاه و تکریم
خسرو سپہر علم مہر سپہر تعلیم
بسکه تمکین ز تحرک بدو یابد تصمیم
ہمہ عالم شود از فکر حوادث بیم
جوہر افروز معانی خرد افزائے حکیم
فن حکمت بکنی جوہر کل را تعلیم
جوہر فرد ز رائے تو پذیرد تقسیم
ز اولین عقل بده پایه نماید تقدیم
سفسطہ پیش علوم تو بود فہم حکیم

شکل رابع شود از حدس تو شکل اول
شکل منتج بود از فطرت تو شکل عقیم

گر پذیرد اثرے سامعہ از ناطقہ ات
کلمات نفسی را بخورد گوش سقیم

نار دوزخ شود از قہر تو گلزار ارم
چمن خلد ز مہر تو بود نار جحیم

جوشن دشمنت از پرتوِ بخت چو کتان
پیکر خصم دو پیکر صفت از بیم دو نیم

ہفت سیارہ بعزم تو نثار گردش
نہ فلک پشت دو تا پیش تو بہر تسلیم

فخر عُرفی مگر از مدحت اکبر بود است
کہ برافرخت ورا پایۂ عز و تکریم

مدح سنج تو من ناصر بے بال و پرم
اگرم پایہ فرازی ز رہِ لطف عمیم

چہ عجب گر بفروزان گہرت جوہر من
بفروزد کہ بخورشید بجوید تقدیم

بہ من ذرّہ بدان گو نہ درِ فیض کشا
کہ بہ مدحت بچکد از قلم دُرِّ یتیم

ہمہ از یُمن تو خواہند جواہر بودن
این خزف ہا گر فتند بوصفت تنظیم

صورت نوعیہ شان تو بفرما تبدیل
پیکر جوہرش آرا ز رہ لطفِ عمیم

سرورا مہر بفرما بپذیر این درخواست
کہ مرا رائے سقیم است و ترا طبع سلیم

ار گران سلسلۂ وصف تو آید بگران
ز تسلسل نبود چارہ بغیر از تسلیم

خامۂ ناصر مضطر چہ نویسد وصفت
زہرۂ فکر چہ مدح تو نماید ترقیم

غوطہ تا چند بفکرت بخورم بحر ثنا
کہ بدستم نرسد گوہر ازین بحر عظیم

از دعاے تو گوہر ہاے اجابت تنویر
آرم اندر صدفِ دست ز درگاہ کریم

چونکہ بر ترز ثنا شان ثنایت باشد
مید ہم شعر و سخن را بدعایت تتمیم

تا بود گردش افلاک براے انجم
تا شود دورۂ سیارہ جہان را تنظیم

مرترا مظہر فیضان الٰہی گویند
راہ حق تا کہ نمایند بقرآن عظیم

ناصر تفتہ جگر مظہر فیض تو بود
فیض او جلوہ دہد بر ہمہ از فضل کریم

قصیدہ فرید

در منقبت حضرت سلطان مردان غیب ملقب بسلطانجی شہید قادری و حضرت مرشد پاکان خواجہ عارفان مرشدنا حضرت خواجہ طفیل علی چشتی صابری قادری نور اللہ مرقدہما از تصنیف ناظم مصنف قصیدہ

برق غم [illegible] تشے زخرمن رگہاے من
گشت در آتشکدہ مثل سمندر جاے من

می پرد چون پنبهٔ حلاج مغز نه فلک
گرد تا آهنگ بالا صیحهٔ آوای من

چند از بخت سیه تا لمم که پنهان کرده است
روز محشر را بدامان شب یلدای من

کیست تا در وادی گم گشته ام ره بسپرد
میکند گم راه منزل خضر در صحرای من

سوز پنهان مغز اندر استخوان من بسوخت
آتشیم آتش اگر بینی ز سر تا پای من

صرف شد عمرم بخون خوردن مگر کلک ازل
زد رقم از خون دل بر صفحهٔ سیمای من

میهمان بر خوان غم آورده ام وفد وفا
درد دل قوت است این من است و آن سلوای من

چرخ نیلی کسوتم رامی زند در رود نیل
موجهٔ خونابه جوشد و خم صهبای من

نیست از دور فلک جز تلخ کامی بهره ام
سرکه شد از شور بختی باده در مینای من

از شعار تفرقه پرداز گه دون دور نیست
باهمی پیوند بگذارند گر اعضای من

نعره ام در لرزه آرد قلعهٔ کون و مکان
قدسیان را گوش ورد شور هایاهای من

صرفه از ساقی نباشد اینست صرف طالعم
می تراود خون بجای باده از مینای من

فرع آخر آورد روزی بسوی اصل رو
تاک را تا کی گریز است از غم صهبای من

بسکه نیروی فغانم در گلو بشکسته اند
چون شکست رنگ باشد بی صدا غوغای من

پشت ناهموار او هموار گردد با زمین
بر فلک بنهند گر کوه الم آمای من

اشک خونم در گلو گشته گره از ضبط غم
از درونم لخت لخت آید برون آوای من

از سرشک غم که ریزد متصل چشمم چو سیل
موج موج آرد بقلزم موجهٔ دریای من

زنده در خواب فنا و مرده بیدار از عدم
حشر بر ارواح و اجسام آورد غوغای من

با دل افسرده در هر دستهٔ گل بسکه گرم
غنچه ها بندد بجای گل چمن پیرای من

بی سبب هرگز نباشد این چنین دیوانگی
چیره آمد بر عناصر عنصر سودای من

اضطراب فتنه از جور فلک بر من رسید
یعنی امروز است برپا محشر فردای من

چون کند پرواز بر عرش تحمل کز الم
زیر کوه قاف آمد شهپر عنقای من

گرچه غم فرسود جان اندر تنم لیکن هنوز
هست باقی شوخی فکر سخن آرای من

چون نگردد نام من بر صفحهٔ شهرت رقم
یادگار از کیا دارد ذکاوتهای من

از فروغ طبع هیجان است در مغز حسود
این بلا آورد من تیزی صفرای من

گریز بطرف مدح ممدوح

حال من از جوش غم ناصر ندانم چون شدے
گر نبودے خواجہ والا گہر ملجاے من

حضرت خواجہ کہ نام او طفیل است و علی
آب حیوان میدہد کلک معجز زاے من

آن ولی را ابن اعظم کو امام ست و علی
تکیہ در جنت زند زو تکیۂ تا راے من

گر نبودے فیض او اندر قصیدہ یاورم
پا درین میدان نہادن کے بُدی یاراے من

مطلع ثانی

روے تو اے قبلۂ من دلبر رعناے من
کوے تو اے کعبۂ من جنت الماواے من

بسکہ از فیض مسلسل بس گرم فیض ابد
از ازل چون سُرمہ شد در دیدۂ بیناے من

در رگ از رگ ہاش حیرت اندر حیرت است
میرود سرور ہوا خود حاسد خود راے من

در سخن چون من نباشد شاعر معجز بیان
روح را راحت دہد کلک سہی بالاے من

در تن الفاظ مردہ جان معنی می دمم
میزند روح الامین صد بوسہ بر لبہاے من

بلبل نطقم چو سنجد نغمہ در باغ سخن
گل فشاند آسمان بر طبع معنی زاے من

بلبل شیراز بر فکرم سراید مرحبا
طوطی شروان برقص آید ز مضمونہاے من

طبع عالی نیست مائل جز بمضمون بلند
کے نشیند جز بسدرہ بلبل شیداے من

چشمۂ حیوان دواتم خضر کلک دو زبان
جاگزین بر طور معنی فکر موسیٰ زاے من

گفت ما الاحسان چو او گویم انا عرفان حق
قمری سدرہ کجا در معرفت ہمپاے من

مطلع ثالث

بر امکان ذرۂ خاکیست از صحراے من
بحر عمان قطرۂ آبے ست از دریاے من

صحن محمودی ست اسم خوردبین فہم من
لحن داؤدی ست نام نغمۂ از ناے من

گرچہ فضلم عارضی از جوہر اجداد بود
آب و رنگ دیگر آرد جوہر یکتاے من

آن گرامی گوہرم کز من گرامی تر نزاد
نازہا دارد بذاتم گوہر آباے من

خواہشم را مہد فیاض گر باشد ضمان
در کشد جیحون بیکدم عطش استسقاے من

وادی ایمن بگرد گرد دامانم پرد
بر عصاے شوق گر تکیہ زند موساے من

بر زمین افتد زمان از نعرۂ یاہوے من
لامکان گرد و مکان از غلغل درداے من

عنصر جسمم ز آب و خاک الفت ساختند
چون نباشد خاک سیداے وفا پیداے من

مطلع رابع

بار احسان بر نتابد همت والائے من ‌‌— از حنا رنجے بگیر دست استغنائے من
گرچہ در خلقم بظاہر در حقیقت با حقم ‌‌— چشم کثرت بین نسنجد پیکر جو تر ائے من
بادۂ صافی کہ شد منصور از و سرشار شوق ‌‌— جرعۂ بود است از تلخابۂ صہبائے من
کے کسے آگہ تواند شد ز سیر بے خودان ‌‌— وقت رفتن بر نمی خیزد صدا از پائے من
اندرین میخانہ مست ذوق میباشد مدام ‌‌— رنج مخموری ندارد نشۂ صہبائے من
گوہر خورشید گردد چون چراغ صبحدم ‌‌— گر زند جوش تجلّی گوہر یکتائے من
احترام ذروۃ العذریٰ عذار خیر مستم ‌‌— اعتصام عروۃ الوثقی وثاق رائے من
اے زلیخا مثل مجنون است یوسف سرگران ‌‌— کاروان در کاروان در وادی لیلائے من
وادی مضمون از کہ جو یم اہل دل گشتند گم ‌‌— خود کند احسنت بر خود طبع گردون سائے من
معنئ اشعار بے اندیشہ نتوان یافتن ‌‌— در دل گرداب باشد گوہر دریائے من
بسکہ سودم بر مزار مرشد پاکان جبین ‌‌— از سویدا ہست داغ سجدہ بر سیمائے من
لیک این فیض است پنہان در دلم از فیض او ‌‌— از طفیل اوست گر شد در عدم ہمتائے من
منزل دیوانہ غیر از خانۂ زنجیر نیست ‌‌— در خم آن زلف مشکین است ناصر جائے من

مطلع خامس

پا نہد در مصر دل گر یوسف عذرائے من ‌‌— چون زلیخا عالم حیرت شود شیدائے من
رفتنم بنگر ز فیض حضرت مردان غیب ‌‌— می نویسد آسمان القاب من مولائے من
بسکہ از فیض بطونش بود معنا نسبتے ‌‌— شد درون خانقاہش مرقد آقائے من
خضرۂ درگاہ پاک و پر بہار روضہ اش ‌‌— خضر را گوید کہ بنگر وادی خضرائے من
در درون دارم بہشتے چون ز داغ مہر او ‌‌— بر جہنم خندہ ریز د لالۂ حمرائے من
چون طواف مرقدش شد کعبۂ مقصود من ‌‌— خضر می آید برائے طوف در بیدائے من
سرمۂ خاک درش در دیدہ چون کرد ست جا ‌‌— باز گردد کے بجنت چشم استغنائے من
گر نظر افتد بہ پیش مرقدش جز پشت پا ‌‌— ہر مژہ سوزن زند در دیدۂ بینائے من
طائران قدس در ہر گوشہ کنجشکان مثال ‌‌— آشیا نہا ساختہ در روضۂ مولائے من
کمترین گوشہ گلزار من باشد بہشت ‌‌— گر شود در روضۂ او مسکن و ماوائے من
لطف آن سلطان مردان گر بگیرد دست من ‌‌— پایۂ چرخ نہم آید بزیر پائے من

آمدم چون در حصار عافیت از نسبتش
برق غم زد شعله در خرمن اعدائے من

بسکه من بر در گہت لبیک گویان آمدم
کن نگاه مہر بر من مرشد دانائے من

المدد اے مرشد پاکان که دیو زشت خو
بہر غارت تاختن آورد بر کالائے من

ہم زبان عرفیم ناصر بباز ار شہود
می تراود خود بخود این نغمه از لبہائے من

من قیامت زار عشقم دیده کو تا بنگرد
صد بہشت و دوزخ از ہر گوشۂ صحرائے من

قصیدہ در منقبت شیخ الوقت ابو الفیضان ناصر الاسلام مولانا محمد شفیع صاحب ناصر رامپوری
از نتائج افکار مولانا کریم بخش صاحب سنامی تخلص بیک شاگرد مجدد الوقت

فتح و نصرت کی طلب کرتے ہین جب اہل جہان
تب پھرا کرتے ہین وہ ڈھونڈتے ناصر کا نشان

کیونکہ نصرت تو ہے مخصوص بذاتِ ناصر
جب نہ موجود ہو ناصر تو ہے نصرت بھی کہان

اس سے ثابت ہے کہ ہے معنیِ ناصر جوہر
اور نصرت ہے عرض اُسکا جو سوچے انسان

تابعِ حضرتِ ناصر ہے وجودِ نصرت
اس مین شک ہوگا اُسے جو ہو سراپا نادان

للہ الحمد کہ بخشا مجھے حق نے ناصر
ایسا ناصر کہ فدا جسپہ ہین لاکھون انسان

ایسا ناصر کہ زبردست ہے نصرت اُسکی
ڈوبتی ناؤ بچاتا ہے جو بازورِ نہان

ایسا ناصر کہ ہے محبوب خدا کا بخدا
ایسا ناصر کہ بس اک نور خدا کا ہے عیان

ایسا ناصر کہ ہے شیدائے رسول اکرم
ایسا ناصر کہ ہے مقبول خداوندِ جہان

شرک و بدعت کو کیا نعرۂ توحید سے دور
اُسکی توحید پرستی کے فدا کون و مکان

کیون نہ ہو سجدہ گہ اہل نظر اے ناصر
جس زمین پر قدم پاک کا ہو تیرے نشان

تیری صورت ہے کہ آئینہ بے مثلی ہے
دیکھے یہ آئنہ جو رکھتا ہو چشمِ عرفان

فیض عرفان سے ہے محروم ترا ہر منکر
نصرۃ اللہ سے محروم ہے جیسے شیطان

منکر و حاسد و دشمن پہ تیرے صد لعنت
دوستون پر ترے افضال الٰہی ہر آن

تری تقریر ہے یا ہے کوئی بحرِ موّاج
تری تحریر ہے یا جلوۂ نورِ قرآن

نظم ہے تیری کہ ہے گوہرِ عرفان منظوم
نثر ہے تیری کہ ہے عقد ثریا کا مکان

قلب ہے تیرا کہ ہے معدن توحید احد
روح ہے تیری کہ ہے روح وجود عرفان

جب کیا جوش مین آکر کبھی اک نعرۂ ہُو
ہاؤ ہو سے ہوئی لبریز فضائے امکان

جبسے توحید وجودی کا پتہ تونے دیا — دلپہ توحید شہودی ہوئی وحدت افشان
مکتبِ دل مین سبق تیرے لیا ہے جسنے — عقلِ کل اُس سے ہی تعلیم کا ہرم خواہان
ہاتھ مین جسنے دیا ہاتھ ترے اے ناصر — فتح و نصرت پہ ہوا تا ابد اپنی نازان
طالبِ راہِ خدا ہے تو اگر اے زاہد — دستِ امید مین ناصر کا پکڑ لے دامان
جسکو ناصر ملا نصرت ہوئی حاصل اُسکو — جسکو نُصرت ہوئی حاصل ۔ ہوا منصور زمان
مرے ناصر ترے صدقے ہی میرا قلب وجگر — ترے ایک جلوہ کے قربان ہے مری روح وروان
مرے ہادی مرے مولا مرے آقا ناصر — تیرے خادم کو ہے درپیش غمونکا طوفان
نہ کوئی بیڑہ ہے پاس اُسکے نکوئی کشتی — ایک امید ہے باقی تو وہ ہے تجھپہ عیان
ہے تری ذات مقدس میری نوح کشتی — بحرِ عرفان کا شناور ہے تو بے شبہ و گمان
واسطہ اپنے اب وجد کا بچا جلد بچا — باقی اب صبر و تحمل مین نہین تاب و توان
مشکلین اتنی کہ دشوار ہے گنتی اُنکی — حسرتین اتنی کہ گننا نہین جنکا آسان
پیک شاعر نہین جو حال مفصل لکھے — حال پوشیدہ و ظاہر نہین تجھسے پنہان

تقاریظ و تواریخ

منشی سید الطاف حسین صاحب الطاف دہلوی ہیڈ رپریس شملہ

نوشتۂ چہ قصیدہ تو حضرتِ ناصر — شدند جملہ سخندان بوصف خوش تقریر
رموز دانِ علوم و فنون و سحر کمال — قمر جمال ثریا جلال مہر ضمیر
ز شاعرانِ جہان بُرد گوئے فوقیت — بعلم و فضل و بذہن و ذکاوتی تحریر
ز بحرِ سالِ مجلد سخن چو رفت الطاف — سروش گفت کہ ۔ طوبائے بے عدیل و نظیر
۱۳۲۰ ہجری

گرامی شان منشی عبد الغفار صاحب غفار دہلوی ہیڈ رپریس کوہ شملہ

صل علی اے حضرت ناصرہ چہ نوشتی نعت نبی — رقص کند بر ارض و سما ہر جن و بشر ہر حور و ملک
نعت سرور پاک چو دیدم ای غفار شکستہ قلم — سال قصیدہ گفت دل من ساقی کوثر صدر فلک
۱۳۲۰ ہجری

چودھری منشی سجاد علی صاحب امجد گنوری خلف چودھری ماجد علی صاحب شاگرد مجدد الوقت

صل علی قصیدہ کیا نعتیہ لکھا ہے
گل کھل رہے ہیں اس میں نعتِ محمدی کے

الفاظ سب ہیں اطیب مضموں ہیں سب انسب
زیبا ہے سالِ امجد۔ باغ رسول طیب

۱۳۲۰ ہجری

از جامع معقول و منقول مولانا سید ظہور الحق صاحب ظہور رامپوری شاگرد مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مرحوم و در فن سخن شاگرد امیر مینائی مغفور

از معجزاتِ نظم مشو مُنکر اے عزیز
اورنگ رفعتش چو ببینی بعرش فکر
خارِ حسد ز دیدۂ انصاف دور کن
بینی چو این قصیدہ بمرآتِ عینِ داد
از بہرِ سالِ طبع مشو مضطرب ظہور

بنگر کلام حضرتِ ناصر ز چشمِ دل
از ارتکاب داد شوی پیش ما خجل
گل چین فن شو و مشو ہمرنگ خر بہ گِل
یابی ہزار دورِ تحیر باصل و ظِل
خورشید صبحِ یمن۔ بگوے صدائے غل

۱۳۲۰ ہجری

از جامع علوم و فنون مولانا زین العابدین صاحب عابد بلگرامی شاگرد مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری مرحوم و در فن سخن شاگرد امیر مینائی

ناصرِ پاک دل خدا آگاہ
راست گویم کہ ذاتِ اقدسِ او
رام پور از وجود او شیراز
زبدۂ اذکیا بفہم و ذکا
بنوشت آن قصیدہ نعتیہ
بنگر از عین داد اے حاسد
صورت او برنگ سیرتِ او
دہنش بوستان علم و کمال

زبدۂ عارفان مُلہم غیب
ہست از واصلان مُلہم غیب
ہمچو حافظ لسان مُلہم غیب
قدوۂ قدسیان مُلہم غیب
گویمش داستان مُلہم غیب
بیت بیتش بیان مُلہم غیب
حال قالش جہان مُلہم غیب
قلمش گل فشان مُلہم غیب

بخدا این قصیدهٔ ناصر — ہست لعلے زکان ملہم غیب
گفت بامن سروش اے عابد — سال او - مہربان ملہم غیب

۱۳۲۰ ہجری

از جادو رقم منشی حافظ محمد عمر دراز صاحب شائق سب اوورسیر رئیس قصبہ امبہٹہ ضلع سہارنپور مد ظلہ

گسیکہ سُنکر اعجازِ نظم و نثر بود — زعین داد بہ بیند کلام ناصرِ من
بدام معنی و الفاظ صد گل و گلشن — قصیدہ الیست کہ نیرنگ روحِ مرغ چمن
بدیدہ ایم امیر و نصیر و داغ و وزیر — ندیدہ ایم مگر اینچنین خدائے سخن
شنید شائقِ تفتہ جگر سن از ہاتف — زکلک ناصر عالی خیال جادو فن

۱۳۲۰ ہجری

از فکر عالی مولنا سید عبد العزیز صاحب خلف الصدق مولنا سید عبد اللہ صاحب سر رشتہ دار پنشنر کوہ شملہ رئیس دہلی مد ظلہ

بسانِ مہر است جلوہ آرا بعالم علم نام ناصر — زنکتہ سنجان کسے بپرسد بہ بزم فن احترام ناصر
زہے بلاغت زہے فصاحت خہی ذکاوت خہی ذہانت — الٰہی سحر است یا کرامت طلسم آگین کلام ناصر
عزیز تاریخ این قصیدہ - فروغ دل - ہاتفم بگفتہ — مے سخر کمال عرفان مدام بادا بجام ناصر

۱۳۲۰ھ

عالی طبع منشی قاضی محمد علی صاحب منگلوری تلمیذ مصنف قصیدہ مولنا ناصر مد ظلہ

شد طبع چو این قصیدۂ نعت — ظاہر شدہ ناصر است شوکت
بین حاسدِ بدگہر ز انصاف — از ناصر ماست این کرامت
اعجاز سخن در و چو دیدم — دل گفت بمن سنش فضیلت

۱۳۲۰ھ

از طبع رنگین مولوی محمد عبد القیوم صاحب سیفی خلف مولنا عبد الکریم صاحب رامپوری مد ظلہ

از تو ناصر دلِ افسردۂ رندان تازہ — چون ز ابر کہ شود غنچہ خندان تازہ

این قصیده که تو در نعت نوشتی بخدا
هست در حُسنِ مضامین چو گلستان تازه

عقل کل را د خبر ز اوج مضامین بلند
از تو اے شاهِ سخن منبرِ حسّان تازه

خیمه چون بر فلک فکر زدم اے سیفی
دلِ من گفت سنش ـ جان شبستان تازه

۱۳۲۰ ہجری

منشی حکیم شاہ محمد صاحب رئیس گنور ضلع بدایون شاگرد مجدد الوقت شوکت مدظلہ

قبلۂ من دین من ایمان من مخدوم من
خسرو اقلیم عرفان ناصرِ رطب اللسان

فاضل نازک خیال و عارف شیرین مقال
در فصاحت در بلاغت بلبل ہندوستان

نظم او صد آئت اعجاز دارد در بغل
سر بسر سحر حلال و جزو و کل معجز بیان

سال طبعش بے تردد گفت ہاتف از حکیم
یادگار سر و گلشن ناصر جادو بیان

۱۳۲۰ ہجری

از فکر سامی مولوی محبوب احمد صاحب شائر خلف زبدۃ العارفین حضرت قبلہ قاری حافظ محمد صابر علی صاحب چشتی قادری رامپوری قدس اللہ سرہ العزیز و تلمیذ مجدد الوقت شوکت و برادر عم زادہ مصنف قصیدہ

چنان نوشت قصیده اخ مکرم من
که غیرتِ سخن شاعرانِ نامی هست

باوجِ معنی و مضمون و بندشِ الفاظ
به بزمِ اہلِ سخن نامی و گرامی هست

فصاحتش بفصیحان دہر میگوید
کلام ناصر ما افتخار جامی هست

سروش گفت شائر سالش از سر انصاف
قصیده نعتیه ـ با حُسن خلق نامی هست

۱۳۲۰ ہجری

از طبع وقّاد ابو العرفان مولوی غوث الاسلام برادر خورد مولانا شائر رامپوری و تلمیذ مجدد الوقت شوکت

حضرت ناصر که مخدوم من است
فکر رنگین طبع وار دبس عجیب

نظم او نظم است یا نظم گہر
شعر او شعر است یا شعر لبیب

در فصاحت در بلاغت ورد کا
بے نظیر است آن سخن سنج ادیب

خسروِ شعر و خدا بے اہل فن
بر سریر معنوی عالی نصیب

شاہ اقلیم سخن معجز بیان
خامۂ او طور معنے را کلیم
نسخۂ بے مثل و اطیب۔ سال او

فاضل یکتا و لاثانی خطیب
نامۂ او نکتہ سنجان را حبیب
بہ غوث از من گفت ہاتف لبس عجیب

۱۳۲۰ ہجرے

از فکر گردون سا مولوی حکیم محمد عقیل الرحمن صاحب عقیل خلف منشی حبیب حسن صاحب رئیس رامپور و برادر عموزاد مصنف قصیدہ مولانا ناصر و شاگرد مجدد الوقت

اخ اعظم و قبلۂ اہل دل
بطور فضائل کلیم سخن
قصیدہ بیحر روان سلسبیل
کلام تو اعجاز دار و بسر
حسود تست سیہ رو نباشد چرا
بفرقِ قصیدہ چو نالہ زدم
سنِ طبع این گلشنِ نعتِ پاک

کلامِ تو خورشید چرخ جلال
بگردون عرفان چو بدر کمال
بہ خُلد سخن یا نہال جمال
برِ سحر طبعان است سحرِ حلال
بہ بزم تحدی پراگندہ قال
بگفتہ عقیل خجستہ سفال
قصیدہ فریدہ عدیم المثال

۱۳۲۰ ہجرے

ریختہ کلک گرامی حکیم حافظ فضل حق صاحب فضل سہارنپوری مدظلہ

قصیدہ ہست یا اعجاز ناطق یا کرامات است
چو دیدم فیض صاحب را درین میخانۂ عرفان

صدائے حبذا بر حضرت ناصر کنم باللہ
بگفتم فضل تاریخش۔ شرابِ معرفت آگاہ

۱۳۲۰ ہجرے

از طبع گرامی منشی حافظ محمد حسن صاحب حسن سہارنپوری مدظلہ

قصیدہ چہ نعتیہ ناصر نوشت
چو دیدم درو فیض غیبی حسن

نگار کمال است بے ریب و عیب
بگفتم سنش۔ کوکب سرِّ غیب

۱۳۲۰ ہجرے

از فکر شیرین منشی حافظ امیر احمد صاحب شہاب سہارنپوری تلمیذ مصنف قصیدہ مولٰنا ناصر مدظلہ

کلام تو اے ناصر باکمال — محیط علوم است یا بحرِ فن
چہ زیباست حُسنِ مضامین او — زبر میبرد دل از اہلِ سخن
بگفت از سن خستہ رضوان شہاب — سنش۔ حُلد نعتِ نبی گلبدن

۲۰ ۱۳ ہجرے

والاشان منشی مشتاق احمد صاحب مشتاق اور سپر منشی رئیس قصبہ امبہٹہ ضلع سہارنپور مدظلہ

کیا خوب لکہا حضرت ناصر نے قصیدہ — جو شعر ہے مضمون کا وہ اک چرخ کہن ہے
پاکیزہ ہین الفاظ معانی ہین دل افروز — یارب یہ قصیدہ ہے کہ گلزار عدن ہے
مشتاق ادب سے پڑھو یہ مصرع تاریخ — پاکیزہ بیان شہِ اقلیمِ سخن ہے

۲۰ ۱۳ ہجرے

از مجموعہ حسنات منشی پیر جی ظہور احمد صاحب ظہور برادر خورد مولٰنا مشتاق احمد صاحب محدث رئیس قصبہ انبہٹہ مدظلہ

حضرت ناصر کا قصیدہ چھپا — جسکی ادا پہلو سے دل لے چلی
کون وہ ناصر شہِ فضل و کمال — محرم اسرار خفی و جلی
فکر ہے تاریخ کا کیون اے ظہور — حضرت ناصر تو ہین حق کے ولی
کہہ کبھی دے اعدا کا تو سر کاٹ کر — شوکت ناصر ہے طفیل علی

۲۰ ۱۳ ہجرے

گرامی شان منشی ضیاء الحق صاحب ضیا سہارنپوری خلف مولانا رعایت الحق صاحب مرحوم

میرے معزز عزیز میرے مکرم رفیق — ایسا قصیدہ لکہا بھرتا ہے دل جسکا دم
ہو وے حقیقت کا گر اسکی حقیقت شناس — شیخ کہے الصنم پیر مغان الحرم
ناصر شیخ زمن ماہر اسرارِ فن — شاعر شیرین سخن کہتے ہین اہلِ قلم

فکر ہے تاریخ کی کسلئے تجھکو ضیا	کہہ بھی دے بیساختہ۔ بزم ریاضِ کرم
	۱۳۲۰ ہجری

مجموعہ فیوض و برکات حکیم و ڈاکٹر منشی اعظم علی صاحب اعظم دہلوی کہ صاحب ارشاد از حضرت قبلہ خواجہ طفیل علی صاحب نور اللہ مرقدہ ہستند

بے شک کیوں نہ حضرت ناصر کا ہو کلام	عالم میں نامور وہ لبیب و ادیب ہے
اعدا کا سر تراش کے اعظم ادب سے لکھہ	ناصر کا یہ قصیدہ عجیب و غریب ہے
	۱۹۰۳ عیسوی

مولوی منشی افضل حسین صاحب افضل دہلوی فراش خانہ تلمیذ مصنف قصیدہ مولنا ناصر مد ظلہ

قصیدہ ہے کہ ہے فوارۂ علم	مقابل میں عدو کیوں ہو نہ عاجز
ادب سے کہہ دے افضل از سر مج	کلام ناصر چشتی ہے معجز
	۱۳۲۰ ہجرے

از فکر رنگین منشی سید عبد العزیز صاحب شوخ دہلوی کوچہ پنڈت شاگرد مولنا ناصر مد ظلہ

ہیں حیران سخن سنج نکتہ شناس	عجب شیخ دوران قصیدہ لکھا
کلام آپکا قبلۂ اہل دل	کرامات ہے یا کوئی معجزا
شہنشاہِ اقلیم فضل و کمال	کہے آپکو کیوں نہ ہر نکتہ زا
ادب سے کہا شوخ نے سال طبع	کہ ناصر کو یہ فیض وحدت ہوا
	۱۳۲۰ ہجرے

از فکر عالی منشی عبد الرحمن صاحب ارمان ممبر میونسپل بورڈ و رئیس روڑکی مد ظلہ

قصیدہ طور معنی ہے مضامین ہیں کلیم فن	بپرس از نکتہ سنجان احترام حضرت ناصر
ہوا ظاہر مضامین مفاہیم قصیدے سے	ہے فرشِ عرشِ عرفان پہ مقام حضرت ناصر
عبث تاریخ کا ہے فکر ارمان دل پہ کہتا ہے	کہ سالش۔ ہے دل جادو کلام حضرت ناصر
	۱۹۰۳ عیسوی

منشی محبوب صابر صاحب صابر کارکن محکمہ فوٹو کالج رڑکی تلمیذ مولٰنا ناصر مدظلہ

حضرت ناصر قصیدہ وہ لکھا ہی لاجواب
فکر تھا تاریخ کا ہاتف نے صابر سے کہا

مُلکِ فن کا ہے بجا کہنا تمہین اورنگ زیب
عمر بھر مین مینے دیکھی۔ آج نظم دلفریب

١٣٢٠ ہجری

گرامی شان عالی منزلت مولٰنا حکیم محمد واحد علیخان صاحب انصاری رئیس آنولہ ضلع بانس بریلی دام مجدہم

قصیدہ حضرت ناصر کا جب انصاف سے دیکھا
جو آیا اس قصیدہ مین مزا توصیف حضرت کا
مضامین اسکے عالی دیکھکر حیرت فصحا پر
ادب سے واحد تفتہ جگر تاریخ یہ کہدے

تو مضمون درد و عشق و معرفت کا فہم مین آیا
مزا ایسا کسی شاعر کی مدحت مین نہین آیا
مفاہیم معانی کا عطارد پر پڑا سایا
کلامِ ناصر چشتی کلام اہل دل پایا

١٣٢٠ ہجری

چکیدہ قلم گرامی مرتبت مولٰنا محمد شفیع صاحب شفیع تحصیلدار غازیپور مدظلہ العالی

یہ قصیدہ دیکھکر سب کہہ اُٹھے اہل زبان
علم معنی مین تو یکتا فلسفے مین بے نظیر
اللہ اللہ یہ قصیدہ ہے کہ کوئی سلسبیل
مصرع مصرع کی ہے برہنِ البرِ مضمون نیا
از سرِ دل کہہ بھی دے تاریخ جلدی ای شفیع

تیرا اے ناصر برب کعبہ ہے بے مثل دم
کیون نہ ہو پھر تیرا ثانی جلوہ آرائے عدم
چشمہ کوثر کہون یا موجزن بحرِ کرم
پھاڑِ معنی مین ہے صورت نما نورِ قدم
شاہِ اقلیم سخن ہے ناصر جادو رقم

١٣٢٠ ہجری

شہباز اوج معرفت مولٰنا حکیم اشفاق حسین صاحب بریلوی شاگرد مجدد الوقت شوکت

اے صل علےٰ کلام ناصر
جملہ جملہ جمال معنی
حق یہ ہے کہ آپ اپنا ہے مثل
این ناصر ما برب کعبہ

اعجاز سخن دکھا رہا ہے
کلمہ کلمہ خدا نما ہے
جو شعر کہ نعت مین لکھا ہے
سرخیل گروہ صوفیا ہے

پہلو مین لیے ہوئے ہی اعجاز — جو لب سے سخن نکل گیا ہے
مصرع مصرع مین ہے کرامات — عارف کا عجیب ماجرا ہے
اوصاف مین تر زبان ہین منصف — حساد کا رنگ رخ اُڑا ہے
پیغمبر نیکوئی ہے تاریخ — اشفاق سے غیب نے کہا ہے

۱۳۲۰ ہجری

مولوی حشمت علی صاحب حشمت مدرس قصبہ گنور ضلع بدایون شاگرد مجدد الوقت شوکت

این قصیدہ ہست یارب یا محیط معرفت — یا نمود صبح رحمت یا کرامات عیان
ذات اقدس حضرت ناصر کہ بحر رحمت است — صد کرامات سخن دارد بہ نیرنگ بیان
میچکد از خامۂ جادو رقم آب حیات — میدمد در قالب الفاظ روح عارفان
شعر شعرش موج بحر درد و سوز و علم و فن — بیت بیتش معدن افضال و گنج شایگان
سال طبعش گفت حشمت با ادب بے ساختہ — ہست یک باران رحمت ناصر جادو بیان

۱۳۲۰ ہجری

منشی محمد عبد اللطیف صاحب لطیف ساکن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر شاگرد مجدد الوقت

بے مثل کیون نہ حضرت ناصر کا ہو کلام — علم و کمال و فضل مین شوکت کے ہین جلیس
صل علی کہ بزم فصاحت مین شور ہے — اے حبیر قبلہ ایسا قصیدہ لکھا نفیس
ہر شعر آب و تاب مین رشک شعاع مہر — اللہ رے تیرے دائرہ کلک خوشنویس
انصاف سنج کرتے ہین جب وصف بار بار — اٹھتی ہے زخمہائے دل حاسدان مین ٹیس
تاریخ اسکی طبع نفیس افضل الزمن — سنکر لطیف بول اُٹھا مرحبا انیس

۱۳۲۰ ہجری

مولوی اشرف علی صاحب اشرف مدرس فیض گنج ضلع بدایون شاگرد مجدد الوقت شوکت

معدن علم کان فضل و ہنر — مخزن فیض منبع افضال
ناصر با خدا و حق آگاہ — بعنایات ایزد متعال

آن قصیدہ نوشت لاثانی — کہ ندیدہ ہم بعالم تمثال
گفت سالش۔ عظیم جلوۂ نور — اشرف تحفۂ دل خجستہ مقال

۱۳۲۰ ہجری

چودھری حافظ اشفاق علی صاحب اشفاق رئیس گنور ضلع بدایون شاگرد مجدد الوقت شوکت

یہ قصیدہ ہے کہ ہے بحر علوم — شیخ دوران حبذا اصدق علے
ہین مصنف اسکے مقبولِ خدا — حضرتِ ناصر امام الاتقیا
شعر شعر اسکا ہے بے مثل و نظیر — یا لعالی اللہ کوئی معجزا
علم و فن مین آپکا ثانی کہان — بالمقابل آئے کسکا حوصلا
طاقت فہم معانی بھی نہین — لکھنا تو اک معرکہ ہے دوسرا
آپ بیشک ہین شہِ عرفان مآب — عارف کامل ولیِّ حق نما
جو کرے بدگوئی ایسے شیخ کی — ہے وہ بس ملعون مقہورِ خدا
کیون نہو ملعون حاسد آپکا — لعنتین پڑتی ہین اُسپہ جابجا
بول اُٹھے اشفاق بہرِ سال طبع — واہ وا فیضان ناصر واہ وا

۱۳۲۰ ہجری

مجموعہ فضائل والاجاہ مولانا منشی سید امیر حسین صاحب امیر الہ آبادی کورٹ انسپکٹر پیلی بھیت

بہت جب غور سے دیکھا کلام حضرت ناصر — تو مضمون اُس مین وہ پایا جو اورون مین نہین پایا
قصیدہ ہے کہ درد و سوز و اُلفت کا فسانہ ہے — جو آیا پاس میرے بادۂ فیض نبی لایا
ہر اک جملہ جمالِ شاہدِ عرفان کا جلوہ ہے — ہر اک فقرہ نقابِ فضل ہے نعت کا سایا
ہے پہلو مین لئے ہر مصرع اعجاز معانی کو — ہے اک اک شعر اوجِ عرش علم و فضل کا پایا
امیر خستہ دل سے یہ کہی تاریخ ہاتف نے — کلامِ خواجۂ ناصر بجان سب کو پسند آیا

۱۳۲۰ ہجری

سحر بیان چودھری منشی عبد الخالق صاحب گنوری شاگرد مجدد الوقت مولانا شوکت

حضرتِ ناصر قصیدہ آپ کا
ہے صنائع اور بدائع سے بھرا

شعر شعرا سکا ہے کان معرفت
مصرع مصرع فن کے سانچے مین ڈھلا

ہے زبان یا ہے کوئی قند و نبات
ہے بیان یا ہے نسیم دل کشا

آپکا دشمن ہے ملعونِ جہان
آپکا بدگو ہے مقہورِ خدا

لیکے سر دشمن کا خالق نے کہا
مرحبا اے ناصر مدحت سرا

۱۳۲۰ ہجری

گرامی شان چودھری مشتاق علی صاحب بھانجے چودھری لطف علی صاحب رئیس گنور مدظلہ شاگرد مجدد الوقت

قصیدہ ترا دیکھکر شیخ وقت
بھلا بیٹھا مین دل سے رنج و تعب

ترا مثل اہل سخن مین کہان
تو عالی نسب اور والا حسب

ہے ناصر کی تعریف مین تر زبان
ذرا دیکھ حاسد عجم اور عرب

تو سر لیکے اعدا کا مشتاق لکھ
دُرِ بے بدل ہین مضامین سب

۱۳۲۰ ہجری

مرد میدان شریعت و طریقت صوفی حافظ ولی اللہ صاحب گنوری شاگرد مجدد الوقت شوکت

شاہ اقلیم سخن حضرت ناصر بخدا
یہ قصیدہ ہے کہ ہی خضر سخن کا اعجاز

کیسے کیسے کئے مرغان معانی کے شکار
فکر صیاد ہے اور دام ہی طبع دمساز

لکھی بیساختہ صوفی نے ادب سے تاریخ
خلوت قدس محبان حیا - خوش آواز

۱۳۲۰ ہجری

مولوی صوفی عبد اللہ شاہ صاحب اکبر مدرس گنوری شاگرد مجدد الوقت مولانا شوکت مدظلہ

ہین جیسے مرے پیشوا خواجہ ناصر
کہان ایسے فاضل کہان ایسے ماہر

ہین وہ ندرت آرا مضامین تازہ
کہ کہتے ہین سب اہل فن اسکو نادر

قصیدہ ہے یا ہے کرامات و معجز
ہین اہلِ سخن ایسا لکھنے سے قاصر

ادب سے تو اکبر یہ تاریخ لکھدے
ادیب مکرم کرامات ناصر

۱۳۲۰ ہجری

نتیجہ طبع وقاد مولانا سید انشار علی صاحب انشار مالک مطبع نادری بالسن بریلی تلمیذ حضرت داغ

لاریب عروج طبعِ ناصر — معراج تکبّرِ سخن ہے
شیخ دوران وشاہِ عرفان — آرائش افسرِ سخن ہے
سُبحان اللہ یہ قصیدہ — نیرنگ تبختّرِ سخن ہے
لفظون سے عیان ضیا ہے — فانوس منوّر سخن ہے
جو مصرع ہے درد آشنا ہے — جو شعر ہے دفتر سخن ہے
جو جملہ ہے ہے جمالِ جانان — جو بیت ہے اختر سخن ہے
ہر جلوہ ادا فروشِ اُلفت — واللہ کہ محشر سخن ہے
جو لفظ ہے خضرِ علم وفن ہے — جو حرف ہے رہبر سخن ہے
یہ قلزم فضل و علم و عرفان — چشمہ نہین کوثر سخن ہے
ہے کسکا کلام کسکی تصنیف — جو صاحب کشور سخن ہے
حاسد کے لئے کلام ناصر — لاریب کہ خنجر سخن ہے
انصاف طلب جو ہین سخنگو — کہتے ہین کہ زیور سخن ہے
تاریخ ادب سے کہدو انشار — فرقان پیمبر سخن ہے

١٣٢٠ ہجرے

عالی خاندان حکیم منشی نظیر حسین خان صاحب بیخود صاحبِ دستامی دیوان مصاحب ریاست فریدکوٹ تلمیذ مجدد الوقت

قصیدہ ہے کہ ہے اک بحرِ عرفان — مرے مولا مرے سردار ناصر
وہ عالی ہین مضامین اللہ اللہ — کہ ہے ہر شعر اک گلزار ناصر
یہ تیرا نعتیہ خمخانۂ شوق — سُنا جسنے ہوا سرشار ناصر
جھلکتا ہے تری آنکھون مین بیشک — جمال احمد مختار ناصر
نکیون شیرین بیانی ہو نمک ریز — ترا خامہ ہے شکّر بار ناصر
ہے عارف ابن عارف ابن عارف — ہے جان فضل بے تکرار ناصر
مضامین ہین کہ انوار رسالت — معانی صورت اظہار ناصر

ترا بدگو خبیث النفس حاسد
ہے بدکردار ناہنجار ناصر

ترے اشعار کو کہتے ہین شاعر
دُرِ یکتا دُرِ شہوار ناصر

ہے تیری ذات اقدس منبع فیض
ترا دربار ہے دُربار ناصر

نکیونکر فاضل و کامل کہین سب
کہ ہے تو مخزنِ اسرار ناصر

ملا ہے تجھکو اورنگ ولائت
ہین ناصر حیدر کرار ناصر

کدھر ہے یوسف اُلفت زلیخا
کہ دیکھے گرمیِ بازار ناصر

قصیدہ ہے کہ اک میخانۂ عشق
پڑھا جسنے ہوا سرشار ناصر

ہے مقطع مقطعِ حُسنِ فصاحت
ہے مطلع مطلعِ انوار ناصر

ہوئے کیا کیا نہ اعجازِ سخن سے
ترے حاسد ذلیل و خوار ناصر

حسودِ بدگہر جاہل کے حق مین
ترا ہر شعر ہے تلوار ناصر

چُبھینگے دیدۂ اعدا مین تیرے
کراماتِ سخن کے خار ناصر

کٹین اعدا نکیونکر بزم فن مین
ہے آبِ تیغ جوہر دار ناصر

جو نکتہ چین ہے اس معجز سخن کا
وہ ہے بد اصل بد اطوار ناصر

بُرا تجھکو کہے کیونکر نہ بدذات
یہ سفلہ ہے خدائی خوار ناصر

ادب سے کہہ دو سال طبع بیخود
نگاہ کامل اخبار ناصر

۱۳۲۰ ہجری

منشی نذیر حسین صاحب تخلص نذیر کاپی نویس مطبع شحنۂ ہند و شاگرد رشید حضرت مجدد الوقت شوکت

ناصر کا قصیدہ بارک اللہ
ہر نظم کی ہے نذیر تبلیغ

ہاتف نے کہا سرادب سے
مرغوب جہان ہوا ۔ ہے تاریخ

۱۳۲۰ ہجری

مضمون خاتمۃ الطبع از منشی مولوی سید محمد علی صاحب کامل دہلوی ملازم دفتر پریس کوہ شملہ

رباعیات

ناصر کہ از و سخن بہ سحبان برسد
مفلس ز درش بگنج ایقان برسد

ساقیؔ ازل شراب عرفان دادش — کاین فن بکمال اہل عرفان برسد

وله

ناصر کہ زجام عشق گشتہ سیراب — کلکم زحدیثِ سوز او سیخِ کباب

فلینظر الی حضرت ناصر کامل — لشنو لشنو کمال عرفان دریاب

وله

این ناصر ما مسیح دلہائے سقیم — این ناصر ما ساقی صہبائے قدیم

دل تنگ نشد کسے زفیض عامش — این ناصر ماہست کریم ابن کریم

المنۃ للہ کہ قصیدہ فریدہ نعتیہ لاجواب فیض انتساب مسمّٰی بہ خزینۂ رحمت حلیہ طبع برقامت خود برید وشتاقان نظارہ دوست را سرمۂ کامرانی در دیدہ کشید۔ وحاسدان بدنہاد بے مغز باپوست راز تیغ آبدار فضل وکمال جان وجگر درید۔ حقائق ومعارف کہ در صحن اشعار بمعرض تبیان درآمدہ اند واسرار وغوامض کہ از پردۂ خفا بمنصۂ شہود جلوہ گر شدہ اند سخن سنجان نکتہ رس رانیکو انیس است وگوشہ نشینان اہل فن راخیر جلیس۔ صاحب نظرے باید کہ از نکات ودقائق حظّے وافی بردارد وعالی فطرتے شاید کہ از حقائق ومکنونات بہرۂ کافی بدست آرد

زفرق تابہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم — کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

مصنف قصیدہ مولانا ناصر عمّ فیضہ فاضل جلیل القدر از ارشد تلامذہ ابو ادریس مجدد الوقت مولانا حافظ احمد حسن شوکت اللہ القہار ہست۔ وباضابطہ اکتساب فن سخن از مولانا موصوف الصدر نمودہ گوئے سبقت از ہمعصران ربودہ۔ وبا مولانا نسبت اخوت خال زاد ہم دارد۔ عربی وپارسی برنگ زبان اردو پیش پا افتادہ خامۂ ندرت شمامہ اوست ع آفتاب آمد دلیل آفتاب ٭ طبع گردون سائے او ہنگام طبع آزمائی سخن از حاملان عرش معلّٰی میکند۔ وفکر فلک پیمائے او وقتیکہ شکار مرغان معانی میکند خبر از عالم لاہوت بعالم ناسوت میدہد۔ وروح معنی تازہ در تن الفاظ مردہ میدمد۔ ودر علم تصوف ومصطلحات صوفیہ چنان دستگاہ دارد کہ امامش باید گفت در یک معرکہ این قصیدہ بجوش حرارت حرکت نبض فن نوشتہ بود۔ باصرار چند در چند گرامی شان مرزا غلام حیدر بیگ صاحب رئیس اعظم بانس بریلی ومرزا حضرت بیگ صاحب برادر خورد شان ومیان قادر بخش صاحب بریلوی ومقبول بارگاہ یزدان حافظ محمد یعقوب صاحب ومنشی دوست محمد خانصاحب مختار ومنشی عبد اللہ خان برادر خورد شان ومنشی عبد اللہ محرر شان وبابو مقبول احمد وکیل صاحبزادہ خانصاحب مذکور ومنشی فضل احمد صاحب مختار مظفر نگری ومولوی حافظ محمد صدیق صاحب وکیل سہارنپوری وسرشار بادۂ صابری منشی فیض الحسن صاحب وکیل دیوبندی وسید ریاض احمد صاحب دیوبندی وراؤ اشرف علی خانصاحب رائے پوری وغیرہ مدظلہم العالی

کہ از معتقدان حضرت قبلہ و ردمندان مرشد پاکان خواجہ طفیل علی صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہٗ ہستند و بتاکید گوناگون منشی ہدایت احمد صاحب خلف ارشد حضرت قبلہ حافظ عنایت احمد صاحب مرحوم و منشی حبیب حسن صاحب دام مجدہم کہ برادر عموزاد مولانا ناصر ہستند۔ خیال طبع گردید۔ ہر چند کہ علم و فن و فضل و ہنر را روز بازاری نماندہ۔ اما آگاہ دلان اہل ذوق را ہنوز وسعتے در سینہ باقی است کہ خاطر صفا آگین شان بے آنکہ این چنین تصنیفات را بیش نظر دارند نمے آساید۔ دارائے جہان در عمر گرامی مصنف قصیدہ برکت عطا فرماید و اہل اسلام را از دولت فیضان عرفان شان نفع دہد و بینندگان و خوانندگان را فیض معرفت مرحمت سازد آمین یارب العالمین آمین۔

قطعہ تاریخ خاتمۃ الطبع

چہ عجب این قصیدہ بنوشت
شیخ دوران و عالم و فاضل
بے تردد بگو سنش کامل

ناصر پاک ذات نیک صفات
اہل عرفان و مخزن برکات
ہست۔ یکرنگ تحفۂ صلوات

۱۳۲۰ ہجری

تقریظ ریختہ کلک گوہر سلک سرآمد اہل کمال نیر سپہر افضال مولانا احمد علی خان صاحب عاصی معروف بہ شوخ ہیچمدان مصنف واسوخت نالہ دلشکن و رسالہ شاہد ظرافت وغیرہ

کچھ آج مینے نئی پی ہے حضرت واعظ
ازل کا مست پُرانا شراب خوار ہون مین

کیا اچھا ہو جو آج کوئی مقدس پاک نفس اللہ والا ملے۔ تو جھٹ واعظ کی آنکھ بچا مسجد سے نکل میخانہ کا رستہ پوچھین۔ کیونکہ یہ بڑے گھر کے رہنما۔ ہادی راہ خدا کسی متوالے کو بھولکر گمراہ تو کرینگے ہی نہین اسی دہن مین نکل کھڑے ہوئے۔ بے پئے جھومتے جھامتے عالم سرور مین یہ شعر گنگنائے جا رہے تھے ؎

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن بٹھائے گئے آفتاب مین

سمجھا ہے جو تو غیبت پیر مغان حلال
واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش مین رند
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

کہ ایک متشرع صاحب جبہ و دستار سے مُنہ بھیڑ ہو گئی۔ آگے بڑھکر قدم لئے۔ ادب سے ہاتھ باندھکر دریافت کیا ؎

بتادے راہ میخانہ کی ہمکو
کوئی ایسا بھی بندہ ہے خدا کا

اسکے جواب مین جو صلواتین سُنین اُسکے مزے کچھ دل ہی جانتا ہے اتنا تو منھ کر ضرور کہا سے
پڑے ہوئے تو یہ کچھ خانمان خراب تھا + اللہ رکھئے یہان تو کچھ اور ہی نشہ مین ڈوبے ہوئے تھے
حضرت دل نے رہنمائی کی بقول عاصی سے

نہ کعبہ جاؤ نہ بتکدہ کو تم اپنے دل مین خدا کو ڈھونڈو ـ یہین سے ملتی ہے راہ سب کو اگر ہو بھٹکا ہوا کہین کا

گرتے پڑتے سیدھے میخانہ شریف پہنچے۔ واہ وا یہان اور ہی نورانی عالم دیکھا۔ پیر مغان مدہوش مُغبچے
اوندھے پڑے سسک رہے ہین۔ سبو خالی پیمانے ٹوٹے پھوٹے نظر آرہے ہین۔ ہو حق شور وشغب
کچھ بھی نہین۔ یا اللہ راز کی بات کس سے پوچھئے۔ جسکو دیکھو وہ بیخبر۔ مگر آپ جانئے طلب بڑی چیز ہے
اسی خیال مین ڈوبا ہوا تھا کہ ہاتف نے چپکے سے کان مین کہا۔ کچھ ہوش ہے۔ یہ میخانہ توحید ہے۔ آج شراب
عشق کے متوالے سب یہان جمع ہوئے تھے۔ اور ہمارے فاضل بے بدل۔ عارف کامل۔ شبلی زمان۔
بایزید دوران۔ حجۃ الاذکیا۔ برہان الصوفیا۔ ناصر الاسلام ابو الفیضان مولٰنا مولوی محمد شفیع
صاحب (ناصر) خلف ارشد مرشد پاکان خواجۂ عارفان حضرت خواجہ طفیل علی صاحب چشتی صابری قادری
رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا لاجواب قصیدہ (خزینۂ رحمت) پڑھکر سُنایا۔ جسکے ایک ایک شعر
مین ہزار ہزار بوتل کا نشہ تھا۔ واللہ جسنے سُنا متوالا اور مدہوش ہوگیا۔ اور کیون نہ ہوجاتا۔ کہ مصنف قصیدہ
مولٰنا ناصر مدظلہ کے کلام کو نسبت تلمذ و اخوت روح القدس کے ہمزبان مجدد زمان حضرت مولٰنا مولوی
احمد حسن صاحب شوکت سلمہ اللہ تعالی نے اور دو آتشہ کر دیا ہے۔ یا یون کہئے کہ مولٰنا ناصر نے مجدد الوقت
مولٰنا شوکت کے ہمزبان ہوکر اس قصیدہ کے پیکر معنے مین وہ روح پھونکی کہ ہر شعر خود بخود پکار اٹھا سے

ہو ابھری ہے مضامین تازہ کی سر مین ـ جواب عطسۂ آدم مرے دماغ مین ہے

اب فرمایئے ایسے مقدس چمکتے ہوئے کلام۔ اور ایسے زباندان کلیم کی تعریف کیلئے کوئی کہان سے کوثر وتسنیم
سے دھوئی ہوئی اچھوتی زبان لائے۔ اور کہان سے ستھرے الفاظ و معانی پیدا کرے۔ اور وہ
بھی کون۔ مجھسا بندہ عاصی۔ اے تیری قدرت نا ہمائی نا۔ چپ چاپ سے

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تُست

ہان بطور دعا کے اتنا کہنے مین گناہ بھی نہین۔ کہ خدا ہمارے مولٰنا ناصر دامت فیضہ کی عمر کو
لاکھون برس ترقی دے۔ اور اُنکے کلام کو مقبولیت کا خلعت عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

نتیجۂ طبع جامع علوم عقلیہ و نقلیہ مصدر کمالات الہیہ زبدۃ الاذکیا عمدۃ الاتقیا حاجی الحرمین الشریفین مولانا حافظ مولوی نور الحسن صاحب دامت برکاتہم کہ از اولاد شمس العارفین شیخ الشیوخ بندگی حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی صابری رامپوری قدس اللہ سرہ العزیز ہستند

زلاف حمد و نعت اوست بی بر خاک او بستہ خفتن ۔۔۔ سجودے میتوان کردن و روئے میتوان گفتن

رقم خوانان صحیفہ مشکین سواد نامہ منقبت را مژدۂ افزائش بینش و از خود رفتگان جلوۂ شاہد مدحت را نوید نقد ارزش است۔ کہ گل گل گلشن مراد آوازۂ شگفتگی دادہ و در گنجینۂ رحمت سروش الطاف ایزدی کشادہ آن بے آنکہ بار منت بر جان آرزو توان نہاد و این با آنکہ ترازوے عرجان سخن سنجی آن بدست ہر دست بردۂ ہوس نتوان داد در پیش است۔ یعنی ہنگامۂ آن فرا رسید کہ قصیدہ فریدہ نعتیہ خزینۂ رحمت مشت مشت گل دائم بہار چاپ بدامن مشتاقان نعت ریزد۔ و دامن دامن لعل و گہر فضائل خلاصۂ موجودات در جیب و کنار سخن سنجان بابصیرت اندازد۔ این گرامی نامہ آنست کہ پیش ازین سطر تبسم طبع بر صفحۂ روزگار نخواندہ و بر ربے جان نثاران جلوۂ جمال کمال در بار یابی فراز نکردہ بود۔ حالا چون حلیۂ طبع بر قامت کشید۔ از جنبش نسیم نفیسش غنچۂ نیم شگفتۂ نامۂ نگار بر نگ صد چمن گل بالید حسن ہر ہفت کردۂ او را در نظر نظر نظرے دیگر۔ و کرشمۂ دلفریبی حسن مضامینش را در دل اثر اثرے آخر است۔ کوتہ نظران پست فطرت کہ جز بیش پائے نگرند۔ گمان نبرند کہ کمند نام نعت نگاری را فراتر ازین ذروۂ لنشستی و رسن بازوح سنجی را بالاتر ازین پایہ دستی است۔ خون گرمیٔ مصنف درے کہ کشادہ است نتوان بست و بستگی کہ دران در نہادہ است بہ نیروئے بازوئے کوشش نتوان کشاد۔ مصنف این ہمایون قصیدہ مکرمی محبی اکمل المناظرین افضل المحققین غواص بحر معانی نقاد گوہر نکتہ دانی مہر سپہر فضل و کمال صاحب حال و قال مقبول ایزد متعال سرشار جام عرفان محبوب خواجگان ابو الفیضان ناصر الاسلام مولانا مولوی محمد شفیع صاحب ناصر چشتی صابری قادری دامت برکاتہم و عم فیضہم کہ زبان ناطقہ بہ ثنائش لال است و فراخستان بیان از انبوہ اوصافش تنگ۔ این طرح نوی از ان ریختہ تا مدعیان این منصب را آموزگارانہ گوش تابی دہد و تیرہ بختان خود پسندی را مشعل ہدایت بکف نہد و کج مج زبان دون ہمتان را کہ تن بکشاکش تتبع اسفار پیشینیان دادہ بمطالعہ این عجالہ خورد از خوردن دود چراغ بے نیاز گند۔ من و ایمان من کہ وجود با وجودش از اعظم منن الٰہی است و عظیم نعمت افضال غیر متناہی است

عالی طبع صاحب نظرے کہ دل و دماغش از نشۂ شراب حقد و حسد خالی باشد اگر از روئے انصاف کلامش را ملاحظہ کند بیساختہ بزبان آرد ؎

جہان شد بزم عیش و کامرانی — بجام آمد شراب ارغوانی
برون از سینہ شد یکسر غم و درد — نشاط تازہ در دلہا وطن کرد

ماہران علوم شعر و سخن۔ و واقفان رموز علم و فن کہ ژرف نگاہان تحقیق و باریک بینان تدقیق اند بر پر تو جمال شاہدان ابکار افکارش جان نثار و از عشوۂ نکات علو مفاہیمش بیقرار سیماب وار تاریخ طبعش بر صفحۂ خاطرم از مبدۂ فیاض عزت مجلس سخن و طاسم نظارگی ارتسام یافت۔ دارائے جہان بتصدق

١٣٢٠ھ ١٣٢٠ھ

حبیب خود صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم خلعت قبولیت عطا فرماید و در گرامی مصنف قصیدہ برکت فراوان عطا سازد۔ اشعار

لمولانا نصیر الدین ناصر — كتاب فيه تحصيل المرام
كتاب جامع للمدح والخير — كلام بارع خير الكلام
لاثبات الفضائل والمناقب — عزيز حجة عند العظام
له من ربنا الاعلى جزاء — جزاء الخير في يوم القيام
فبادر ايها التالي السيه — كتاب فيه تنقيح المقام

نتیجہ طبع وقاد غواص بحر معانی مہر سپہر سخندانی جامع علوم عقلیہ و نقلیہ صاحب تصانیف کثیرہ مولوی محمد سعید صاحب سعید دہلوی مدرس اول مدرسہ میونسپل بورڈ ہائی اسکول دہلی

قطعہ

مراتب میں ہے سابق تر لبوں کُ رتبہ محمد کا — قصائد میں ہے فائق تر قصیدہ نعت احمد کا
سخنور ہے وہی افضل جو مداح محمد ہے — کہ برتر سارے ممدوحوں سے ہے رتبہ محمد کا
قبولیت ہی نسبت پر نہ لفظوں کی فصاحت پر — بلا لالہ محبت میں ہے پیارا لفظ اسہد کا
جزائے خیر دے اللہ مولانائے ناصر کو — کہ اُبلا جسکے دل سے نور یہ نعت محمد کا
قصیدہ سارے سو شعروں کا او نعت محمد میں — سمجھئے ست لڑا اک رد رہا ہے منضد کا

یہ اک نظمِ مجلّیٰ ہے کہ اک بزمِ مُعلّیٰ ہے
سماں ہے اسکے اک اک بیت مین صبحِ مُمرّد کا

اُدھر الفاظ کی بندش اِدھر نکہت معانی کی
ہر اک اک شعر اسکا رشکِ وہ ہوے مجعّد کا

زبان شیرین بیان شیرین مضامین سب سے شیرین تر
مزہ پھیکا نہ کیون پڑجائے یہان قندِ طبرزد کا

ہر اک لفظ اسکا سالک کیلیئے اک گنجِ معنی ہے
ہر اک مصرع ہی طالب کیلیئے اک بابِ مقصد کا

جو مرآۃِ طریقت ہے تو مرآۃِ حقیقت بھی
عیان ہے اسکے اندر پر تو اُس نورِ مجرد کا

کہین صلّ علیٰ سُنکر نہ عشّاقِ محمد کیون
بیان ہے اس قصیدہ مین سراپائے محمد کا

جو دلدادہ محمد کے ہین اُنکے قتل کرنے کو
ہر اک شعر اسکا دیتا کام ہی سیفِ مہنّد کا

یہ اک اُمڈا ہوا دریا ہی یا جوشِ طبیعت ہے
ٹھکانا کیا بھلا اللہ اکبر ایسی آمد کا

محبت مین رہے سُدھ کیونکہ تکرارِ قوافی کی
وہی ہر پھر کے آتا ہی زبان پر نام احمد کا

غزل ہے یا قصیدہ یا یہ دیوانِ محبت ہے
اسی سے کیجیے اندازہ عشق و شوقِ بیحد کا

مزہ قندِ مکرر کا ہے ان اسمائے شیرین مین
اعادہ ہو نہ کیونکر بار بار احمد محمد کا

خدا توفیق اگر اُسکو بھی دے نعتِ محمد کی
سعید البتہ پائے پھر خطابِ خاص اسعد کا

وہی غمخوارِ اُمت ہے وہی ہے آیتِ رحمت
وہی ناصر ہی ناصر کا وہی شافع ہی مجبد کا

وہی ہے سرورِ عالم وہی فخرِ بنی آدم
وُہی خواجہ ہی احمر کا وہی آقا ہی اسود کا

نبوت اُسکی ہی بیشک نیابت حق تعالیٰ کی
نہین ہے حکم مین اُسکے کسی کو حوصلہ رد کا

ہزارون علم کے دریا بہائے فیض نے اُسکے
پڑھا جسنے نہ مکتب مین کبھی اک حرف ابجد کا

ہمین ہو فیض حاصل ہیہم اُس ذاتِ مطہر سے
درود اُسپر ہو نازل دمبدم اللہ اوحد کا

تقریظ نتیجہ طبع وقاد جامع فنون و علوم زبدۃ الاذکیا عمدۃ الاتقیا مولنا مولوی محمد صدیق صاحب حسب جیپوری مدرس اول عربی مدرسہ کالج جیپور سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چشم کشاو نگر احوال خویش
خواب گران واجل آمد بہ پیش

روز تو در فکر طعام و شراب
شب ہمہ در خواب روی چون دواب

ایکہ بجوابی و جرسس میزنند
چشم کشا ہمرہیان میروند

قافلہ رفت وتو بخوابی ہنوز — مست خودی مست شرابی ہنوز
برسرِ رہ خفتۂ و ابلہ شدی — قافلہ چون رفت تو گمرہ شدی
حضرتِ ناصر کہ ولیؔ حق است — حامی دین ناصرِ ما مطلق است
شیخ زمن عاشقِ ذاتِ نبی — راہ بجواز وے کہ ہست او ولی

ہزار ہزار حمد وسپاس بحضرت آفریدگار جل وعلا۔ کہ شاہدِ کمند گیسوئے سخن باد اآموزیٔ شانہ زن قدرتش زلف بستہ ناخن فکر بدلہا میزند۔ وہلال ابروئے معنی بتربیت صنعتش کاکلہا بذوق طرۂ خود شکستہ ابرو بناز میکشد۔ پنجۂ خورشید شانۂ کاکل صبح از قدرت اوست۔ وخضاب ناخن روز بحنائی شفق کارمشیت او۔ صلوۃ وتسلیم بعدد فکرِ وسخن مخلوقات نثار جیبش کہ ذات پاکش خلاصۂ موجودات وفخر کائنات است۔ باد وعلی آلہ واصحابہ واہل بیتہ الامجاد۔ مشتاقان نعت احمدی۔ وعاشقان مناقب محمدی رامژدہ باد۔ کہ قصیدہ عجیبہ نعتیہ مسمّٰی بہ خزینۂ رحمت از تصنیف نظیف وترصیف منیف فاضل جلیل متوحد۔ عالم نبیل متفرد۔ مہبط فیوض لم یزلی۔ مظہر برکات ابدی۔ سند اکابر روزگار۔ فخر کملائے ہر شہر ودیار۔ بحرِ ذخّار علوم عقلیہ۔ دریائے موّاج فنون نقلیہ۔ بدر افق تحقیق۔ مہر سپہر تدقیق۔ متبحر بیعدیل۔ نحریرعدیم المثیل۔ فروغ طالع گفتار۔ یکتائے روزگار۔ الفاضل الکامل۔ مخدومنا مقتدانا شیخ وقت مولٰنا ناصر الدین احمد ناصر الاسلام ابو الفیضان سرشار جام عرفان مقبول خواجگان المشتہر مولوی محمد شفیع ناصر چشتی صابری قادری رامپوری صانہ اللہ عن الکرہ والشین۔ ولاح انوارا فاداتہ الی بقاء النیّرین ؎

حسن کمال او نہ پسندد شریک را — آئینہ را بدست نگیرد نگار ما

ناخن اندیشہ رسایش گرہ از عقدِ عُقدِ ثریا کشادہ۔ وفکر معنی زائش عُقدۂ گردون دون وانمودہ۔ با فکر عالی او فکر منطقیان ہمہ پا در ہوا است کہ ناطقہ ہا را دمِ تقریرش سر گویائی کجا است۔ اذکیائے عصر درحضورش سکوت راغنیمت شمارند۔ کہ لوذعیان زمانہ پیش او ریشے ندارند کسے کہ در جنب تحریرش خامہ فرساید۔ ہماناکہ مہتاب بگزمے پیماید۔ اگرچہ درعہدِ فیضش بازار اول رلیش متاع کاسد این وآن سپفروشد۔ لیکن بظہور جنس عزیز افادانش سودائے کالائے بدہریش خاوند درسرِ خریدار میجوشد۔ نارشیدگان از فیض صحبتش بہرہ برداشتند۔ کہ بمقابلہ ارسطو فطرتان ناخن تیز میکنند۔ وآنانکہ از دُرِ روز بازار افاضتش محروم وتہی دامن ہستند۔ آخر ہا بینی کہ گل چراغ میخوانند۔ ودست حسرت مے مالند وتاسف وافسوس میسازند۔ تاریخ طبعش میخانۂ تدقیق گفتم۔ واز دقیق علوّ مضامینش مست شراب
۱۳۲۰ھ

ادراک ہستم - الٰہی نگاہ در چشم بدبینان نکتہ چینان موئے منقلب شواد - و ناخن فکر شیر بینش ناخن ریز دیدہ شور چشمان عیب بینان باو بالنون والصاد -

ریختہ قلم فصاحت رقم گرامی شان با ذل دریادل رئیس ابن رئیس نواب حبیب الرحمان خانصاحب عرف اچھی میان رئیس ریاست پاٹودی ضلع گوڑگانوہ زاد اقبالہم

شاہ مولانائے ناصر اہل دل والا مقام ۔۔۔ آنکہ فیض عام او جاریست در ہر چار سو

خط عارض نقطۂ موہوم گرد چون دہن ۔۔۔ گر باجمالش نماید صرف ہمت فکر او

ور سو تفصیل ساز در الیش ادنی التفات ۔۔۔ جسم آسا ہر طرف موئے کمر گردد نمو

داد حکم بحر عمان فیض طبع موجزن ۔۔۔ قطرہ را ہر گہ از اطناب بخشید آبرو

کرد تصنیف این قصیدہ در بیان منقبت ۔۔۔ اے تعالی اللہ لطرز خوب و اسلوب نکو

شاہ معنی چنین پاکیزہ طلعت دلفریب ۔۔۔ کی بدست آید کسے را با ہزاران جستجو

چون تامل بہر تاریخش نمودم آے حبیب ۔۔۔ فیض منزل صابری شد بر زبان گفتگو

۱۳۲۰ ہجری

از نتائج افکار آبدار عندلیب گلشن فصاحت و بلاغت عالی خاندان والا شان رئیس ابن رئیس نواب امین الرحمان خانصاحب ماہر جھجری حال مقیم لودیانہ دام اقبالہم تلمیذ مصنف قصیدہ مولانا ناصر

شد طبع چو این قصیدہ نعت ۔۔۔ بکشاد در خزینۂ راز

اے مرشد من بذات پاکت ۔۔۔ زیبا ست اگر سخن کند ناز

الحق بزدی بگلشن نعت ۔۔۔ رنگ گل نغمہ ہائے دمساز

طرز سخن تو میبرد دل ۔۔۔ از شوخ بتان فتنہ انداز

اے شیخ زمان و خضر دوران ۔۔۔ اے حضرت ناصر سخن ساز

زہرہ ز سپہر گفت ماہر ۔۔۔ تاریخ فروغ دل - باواز

۱۳۲۰ھ

تقریظ ریختہ قلم جواہر رقم مست صہبائے معرفت سرشار جام حقیقت منبع برکات رحمانی مطرح الوار سبحانی جامع علوم و فنون مولانا مولوی وزیر علی صاحب دام فیضہ تلمیذ مجدد الوقت مولانا شوکت

اے صائم دہر قائم اللیل ۔۔۔ یک دم بصبوح ہم بکن میل

آن بادہ کہ صاف از زلال است — آن مے کہ بشرع ہم حلال است
آن بادہ کہ بے خمار باشد — آن نشّہ کہ پائدار باشد
آن بادہ کہ دردِ سر رباید — آن مے کہ رہِ نظر کشاید
آن مے کہ نباشد از عقاقیر — در شرع نہ حدّ آن نہ تعزیر
آن مے کہ زجامِ چشتیان است — آن مے کہ بکامِ خواجگان است
آن مے کہ بدست ناصرِ ماست — وز پرتوِ او بساغرِ ماست
گر جرعہ ازان بکام ریزی — در حشر ز عشق مست خیزی

بعد سپاس خدائے کہ خطوط شعاعی را زینتِ کلاہ خورشید گردانید۔ و درازیِ زلفِ زمین را ازین سرتابان سرِ عالم رسانید۔ و درود نامحدود بر سر حلقہ انبیا۔ سرفراز بارگاہِ کبریا۔ کہ گیسوئے شمعِ بزمِ آفرینش دام پروانہ طائرِ جان است۔ و سوادِ کاکلِ مبارکش بہ نقدِ روان سرِ دست ارزان۔ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الف الف تحیۃ وثنا مادامتِ الدنیا و زینتہا۔

اضعف العباد بندہ بحال و قال خود پراگندہ وزیر علی متوطن ریاست پاٹودی ضلع گوڑگانوہ۔ بخدمت مشتاقان نادرات عجیب۔ طالبان نکات غریب عرضہ میدہد۔ قصیدۂ فریدہ نعتیہ مسمّیٰ بہ خزینۂ رحمت۔ کہ از تصانیف تازہ مستند اکابر علما۔ و مرجع فحول اذکیا۔ ناصر شریعتِ غرّا۔ حامیِ ملّت بیضا۔ فروغ ناصیہ ایمان۔ نور شمع الیقان۔ بحرِ ذخّار تحقیق۔ ابر مدرار تدقیق۔ زلف آرائے لیلیِ مبانی۔ گرہ کشائے طرّۂ معانی۔ جامع معقول و منقول۔ حاوی فروع و اصول۔ مظہر انوار سبحان۔ مسند آرائے بزم عرفان۔ یگانۂ دوران۔ مقبول خواجگان۔ برہان الفضلا۔ حجۃ الکملا۔ زبدۃ الاذکیا۔ عمدۃ الاتقیا۔ شیخ وقت ابو الفیضان ناصر الاسلام مقتدانا و مرشدنا مولانا ناصر الدین احمد المعروف بہ مولوی محمد شفیع ناصر چشتی صابری قادری رامپوری دامت افاداتہ۔ ولا زالت ارشاداتہ۔ کہ وجود با جودش آیۃٌ من آیات اللہ و برکتہٗ من برکات اللہ۔ و معجزۃٌ من معجزات رسول اللہ است ؎

سراپا کمال و سراپا ہنر — ازو بہ نیابی نشانِ دگر
زبس خلق پیشانیِ او فراخ — بہر مستفیض است ابرو فراخ

این قصیدۂ او قصیدہ الیست۔ یا جام جہان نمائیست جلوہ گاہ معانی بو قلمون و یا آئینہ الیست سراپا صفا تمثال پذیر صور تہائے مضمون۔ کہ کاسۂ جمشید خطِ غلامی بپیش او کشیدہ۔ و در حیرت بر روئے سکندر کشادہ۔ دارائے جہان در عمر گرامی مصنف قصیدہ حضرت مولٰنا ناصر دامت برکاتہم برکت فراوان عطا فرماید۔

وہا مستفیضان و مسترشدان را از فیض قربت و ولائتش بہرۂ وافی نصیب سازد و این قصیدہ را خلعتِ قبولیت عطا نماید آمین ثم آمین ؎

برکفی جامِ شریعت برکفِ سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

پروردگار ما را و احباب دینی ما را از مقام امن و مقر سلامت بیرون نیندازد۔ و بر مرکز حق و مقصد صدق ثابت قدم دارد۔ و راہ راست و دینِ راست و اعتقاد صحیح روزی گرداند۔

تاریخ خاص

۱۹۰۲ عیسوی

از نور نظر بابو سید محمد سجاد حسین صاحب کیفؔ تلمیذ مجدد الوقت مولنا شوکت

ناصر شیخ زمان کا قصیدہ	رازِ حقیقت رازِ حقیقت
ہے بے شک بخشش کا وسیلہ	نعتِ حضرت نعتِ حضرت
پڑھکے کہا سب نے یہ قصیدہ	فیضِ شوکت فیضِ شوکت
کیونکر داد نہ دے ہر شاعر	واہ ری جدّت واہ ری جدّت
بول اُٹھی خود مُنہہ سے فصاحت	ہے یہ بلاغت ہے یہ بلاغت
کیفؔ ہے ہر اک لفظ سے ملتا	یہ ہے جودت یہ ہے جودت
نکتہ نکتہ اس کا بلا شک	سرِّ وحدت سرِّ وحدت
کرتی ہے زیر و زبر حاسد کو	موجِ غیرت موجِ غیرت
چارم چرخ سے بولے عیسےٰ	بحرِ فراست بحرِ فراست
	۱۹۰۲ عیسوی
روح الامین نے کیفؔ ندا دی	موجب راحت موجب راحت
	۱۳۲۰ ہجری
حشر میں کیفؔ کو نفع ملیگا ۱۲	ربیع مودت ربیع مودت
	۱۳۲۰ ہجری

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار مولوی محمد شیث صاحب خلف ارجمند وشاگرد حضرت مجدد الوقت شوکت

وہ پیر طریقت وہ خضر شریعت ۔۔۔ وہ مولائے ناصر وہ شیخ مکرم
وہ نور تجلّی وہ طور کرامت ۔۔۔ کہوں اُنکے اوصاف کیا تجھسے ہمدم
قصیدہ لکھا ایسا نعت بہ معجز ۔۔۔ کہ حساد کا بند جس سے ہوا دم
ہر اک شعر مین ہین جواہر مُنثر ۔۔۔ ہر اک سطر مین ہین لاٰلی منظّم
خزینہ ہے رحمت کا بیشک قصیدہ ۔۔۔ ہے عرفان کا بارندہ ابرِ تفخم
جو سُن پائے یہ نطق معجز عجب کیا ۔۔۔ کہ ہو جائے حاسد اصم اور ابکم
اگر فکر تاریخ ہے تمکو جودت ۔۔۔ تو دیکھو جمال رسول معظّم

۱۳۲۰ ہجری

نتیجہ طبع مولوی محمود اختر صاحب صدیقی میرٹھی شاگرد مجدد الوقت

قصیدہ نعتیہ ایسا لکھا جناب ناصر نے مست ہوکر ۔۔۔ کہ دل پہ ہر رند کے کھچا شراب عرفان کا خط ساغر
شگوفہ کاری طبع ناصر نظر سے گزری جو میری اختر ۔۔۔ ندا یہ ہاتف نے غیب سے دی کہ صبح خندان بزم سرور

۱۳۲۰ھ

نتیجہ طبع وقادہ جامع معقول و منقول مولنا مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی دام مجدہم

دم اعجاز حضرت ناصر ۔۔۔ مید مد دم بقالبِ تفرید
سے چکد قطرہ کہ از قلمش ۔۔۔ می زند موج قلزم توحید
زبدۃ الاذکیاش مے خوانم ۔۔۔ گوئے سبقت ربودہ در تجرید
ہست بے شک خزینۂ رحمت ۔۔۔ بحرِ عرفان بہ جنّتِ تمحید
سال تاریخ طبع او صدیق ۔۔۔ گفت ۔ مصباح شوکت التجدید

۱۳۲۰ھ

راس العلماء رأس الفضلاء جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول مولانا ابو الاحسان محمد عبد الحق صاحب سہارنفوری عم فیضہ

الحمد للہ العلی المنعام والصلوٰۃ والسلام علی اشرف انبیائہ وافضل الرسل سیدنا و مولٰنا محمد خیر الانام والہ واصحابہ الکرام ۔ امابعد فقد عاینت ہذہ القصیدۃ

النعتية الكريمة المعجمة اللطيفة المطربة اللتى هى من نتائج الطبع اللطيف لاخى العزيز الشريف
السعيد الحسيب المحترم النجيب الفطن اللبيب فلذة كبدى وقوة عضدى ناصر الاسلام
الذى هو ابو الفيضان وذو العلم الوسيع المولوى محمد شفيع الناصر الرامفورى حصل الله
تعالى مراده واطال عمره وزاد علمه فامعنت تاملى فيها وجدت اشعارها تروق النواظر
وتشابيهها تميط الهموم عن الخواطر وقد طبعت فى شهر الربيع فكانها من انوار الربيع
مشتملة على بدائع البديع ولئن سرحت نظرك فيها بالاخلاص والرغبة معرضا عن العناد والمرية
لتجدها اجمل وابهى والطف وازكى وتشابيهها مفيدة لفرح الشائقين وموجبة لنشاط العاشقين
(اتيها السخاطب ۱۲)
وكيف لا وهى فى مدح النبى المصطفى والرسول المجتبى العزيز الكريم الرؤف الرحيم المخاطب
بخطاب ذلك فضل الله يوتيه من يشاء وهو ذو الفضل العظيم صاحب مقام دنى فتدلى
المقصود باية فاوحى الى عبده ما اوحى صفوة الدارين المخصوص بدرجة قاب قوسين صلوات
الله تعالى عليه دائما ابدا وعلى آله واصحابه اجمعين وعلينا وعلى جميع المتشبثين بذيل عطوفته
الى يوم الدين آمين ؎ محمد سيد الكونين والثقلين + والفريقين من عرب ومن عجم + فمبلغ
العلم فيه انه بشر + وانه خير خلق الله كلهم + ولنعم ما قال من قال ؎ ما ان مدحت محمداً
بمقالتى + بل مدحت مقالتى بمحمد + فطوبى وبشرى للمشتاقين المخلصين ويا حسرتاه وخزياه
للمنكرين والمعاندين وهى كاسمها خزينة رحمة رب العالمين لكن المستحق لها من يقوم لها
ويستعد لنزولها بشموله فى مجالسها بالصدق والرغبة فى محبة النبى وخلوص الايمان لا المتوهمون
المبتدعون بشرور الفساد والطغيان وفقهم الله تعالى للاعراض عن الابتداعات نحو مسئلة
امكان الكذب وحلة الغراب ومثلهما من الافترايات وسلوك مسالك الخير والحسنات
امين وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين -

از مجدد السنہ مشرقیہ ابو ادریس احمد حسن صاحب شوکت مدیر اخبار شحنۂ ہند و طوطی ہند و گلدستہ پروانہ

دھوم ہے باد بہاری آئی
شاہد گل نکلا بن ٹھن کر
جھوم رہا ہے لب جو ہر گل

زہد ہوس کی خواری آئی
شاخ پہ بیٹھی بلبل تنکر
سرو پہ کرتی ہے کوکو صلصل

ٹھہرا وظیفہ صبح و مسا کا
سکہ رواں ہے باد وزان کا
باغ میں ہر سو سبزہ پھیلا

غنچوں کے لب پر صل علی کا
نام مٹا دنیا سے خزاں کا
کیوں نہ ہو رنگ زمرد میلا

اٹھنے لگین کعبہ سے گھٹائین
چلنے لگین یثرب سے ہوائین
کبتک رند پیاسے ترسین
کھول کے دل اب دا تا برسین

سینے مین جام پلادے ساقی
مست الست بنادے ساقی
لب پہ طلب ہے بس ساغر کی
کچھ رہے سُدھ بدھ تن کی نہ سر کی

مہوش ساقی دلبر ساقی
قاسم حوض کوثر ساقی
جام سے آئیگا حرف اے ساقی
رند نہین کمظرف اے ساقی

رندون کی پیاس بجھاوے ساقی
منہ سے خم ہی لگادے ساقی
شاہد یثرب بطحی ساقی
شاہ قلمرو او حی ساقی

جان و جگر کے پیارے ساقی
رندون کے راج دولارے ساقی
صائب وحی یوحی ساقی
شان دنی فتدلی ساقی

جیسے ہی آنکھ مین جلوہ تیرا
آب بقا ہر اشک ہے میرا
آیا ہون مین با دیدۂ پرنم
چشم ہی عین چشمۂ زمزم

کبتک چلی جوالے ساقی
کبتک ٹالے بالی ساقی
گم ہون تیری راہ مین ساقی
ڈوبا ہون تیری چاہ مین ساقی

کھینچ دے دلپر نقشہ لا کا
جلوہ دکھادے انی انا کا
لب سے رسول رسول پکارون
الا اللہ کے نعرے مارون

پوچھتا جب سے ہون تیری صورت
تکتی ہے دنیا میری صورت
منگیا نقشہ جام جم کا
اب ناصر کا ستارہ چمکا

رجز سناؤن جھوم کے ساقی
آتے ہین مضمون جھوم کے ساقی

غزل

ساقی مجلس وحدت ناصر
قوت بازوی شوکت ناصر
عاشق حسن رسالت ناصر
مست شراب ولایت ناصر

پردہ ساز طریقت ناصر
محرم راز حقیقت ناصر
مذہب حق کی صداقت ناصر
دین رسول کی نصرت ناصر

جوہر فرد فصاحت ناصر
گوہر کان بلاغت ناصر
پیتا ہو پانی ہر منکر کا
حق کی دکھائی جو ہیبت ناصر

کم نہو صرف سے تا دم محشر
دے وہ خزینۂ رحمت ناصر
صلصل سرو ثنار محمد
بلبل باغ نبوت ناصر

غازۂ حسن عذار تکلم
رنگ بہار طلاقت ناصر
مہر مبین سپہر جدت
مہر نگین صناعت ناصر

غزل

رجز ہو اور بھی مدح مین تیری
مجھ سے سخن کو ہے بیعت ناصر
دیکھو ناصر مہر و ناصر
محو جمال رخ ہو ناصر

یکتا گوہر کان فریدی
چشت کا سرو لب جو ناصر
خلق عظیم کی دلکش صورت
خوشخو ناصر نیکو ناصر

سوئے چمن آے سرو چراغان چل
قمریان کرتی ہین کوکو ناصر
جلوۂ آئینۂ لاہوتی
منظر حسن رخ ہو ناصر

شیر ژیان بیشۂ وحدت
وادی ہو کا ہے آہو ناصر
کیون نہ ہی لاہوت مین ہردم
رخش کو تیرے تگاپو ناصر

باد بہار گلشن عرفان
زیب چمن گل خوشبو ناصر
زیب سریر کشور معنے
نکتہ سرائے خوشگو ناصر

غلغلہ تیرا کون و مکان مین
طنطنہ تیرا ہر سو ناصر
عرصۂ فن مین بڑہا تو سب سے
کیا مین بڑہاؤن تجھکو ناصر

غزل

نطق کلیم سبحان ناصر
شمع حریم عرفان ناصر
نغمہ سرائے نعت محمد
گوہر تاج حسان ناصر

جو فضلائے نعت نبی مین
تخت سخن ہے سلیمان ناصر
اہل سخن کا صاحب فن کا
دین ہے ناصر ایمان ناصر

روح قالب لفظ و معنی
جوہر تیغ سخندان ناصر
کوکب اوج چرخ معانی
شعر کا نیر تابان ناصر

مست شراب عشق محمد
زینۂ قربت یزدان ناصر
دہاک ہے تیری تیغ قلم کی
ہند سے تا بہ صفاہان ناصر

تیری روانی طبع روان کے
اہل بیان ہین ثنا خوان ناصر
ہو ظلمت کافور نہ کیونکر
جبکہ ہے شمع شبستان ناصر

عقدے کھلین وان غنچۂ دل کے
ہو جس بزم مین خندان ناصر
تیرا قصیدہ خزینۂ رحمت
بہر حسود ہے سیلی حیرت ص

تصحیح نامہ قصیدۂ خزینۂ رحمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح	٧	ناصرالام	ناصرالاسلام	٣	٢٣	والعواضل	والفوضل
١٠	١٥	ممہد	ممتد				ظہور ذات مطلق بی مقید ہوا نہیں یکتا + بناوہ جسم اظہر یوں محل روح مجرد کا
				١٦	١١	یہ شعر یوں ہے	
١٧	١٠	قہر ایزد کا	قہر کی زد کا	١٨	١	دروازون	دو رازون
١٩	٥	انداز	انباز	٢٥	١٠	مرقد	مرفد
٢٦	٩	ایزد	سرمد	٢٩	٢٧	ایزد	سرمد
٣٠	١٤	مرصد	فرصد	٣١	١٤	ایزد	سرمد
٣٤	٢	ایزد	اوحد	٣٥	٩	گلشن	کلس ہے
٣٦	١٢	ہوتا	ہوجاتا	٣٨	١٥	تحقیق	تجنیق
ایضاً	ایضاً	تدقیق	تجنیق	٤٣	٣ متروک		برورت افگندہ سرناصر ہمین گویدہمین تاج اقلیم ولایت نہ خدا ابر سرم
٤٣	٢	چرخ	جرم	٤٥	٢٣	درخشد	درخشند
٤٦	١٩	گردون	گردان	٤٧	١٣	ار	از
٥٣	١٠	ئے	بے	٦٨	٨	صحن	ضمن
٦٦	٢	مرحوم سے آگے متروک	و منشی محمد جمیل الرحمان صاحب پیشکار کوہ شملہ خلف	٧١	٢٤	میخوانند	میخواند
				٧٢	١٨	خنز	خضر